دار العلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ
ماہنامہ
الحق
بیاد: شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم حقانیہ
مدیر مسئول: مولانا سمیع الحق

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد ۳۲
شمارہ ۸
محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
مئی ۱۹۹۷ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر	مدیر اعلیٰ	بیاد
حافظ راشد الحق سمیع	حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی	حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

ناظم، شفیق فاروقی

اس شمارے کے مضامین

فون نمبر : ۳۴۰ (۰۵۲۲۱)

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک فی پرچہ ۱۵/ روپے سالانہ ۱۵۰/ روپے، بیرون ملک ۲۰ امریکی ڈالر
پبلشر، سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ ..... منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز

اس دفعہ نقش آغاز میں ملک کی درپیش تازہ سیاسی صورتحال پر مولانا سمیع الحق کے چنداخباری بیانات دیئے جارہے ہیں جس سے رہنمائی مل سکتی ہے۔

اللہ کی حاکمیت کے بجائے اپنی مطلق العنانی کا فکر

ایبٹ آباد ۱۲ اپریل۔جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ اب جبکہ نوازشریف کو اللہ تعالیٰ نے انقلابی فیصلوں کی توفیق دی ہے اور آٹھویں ترمیم کے ذریعہ اختیارات ان کی ذات میں مرتکز ہوگئی ہیں۔تو انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے آئین میں قرآن وسنت کو سپریم لاء قراردینے کی ترمیم بھی کرنی چاہیئے۔ جبکہ قراردادمقاصد کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کی تنفیذ کی راہیں کھول دی جائیں۔

مولانا سمیع الحق یہاں ایبٹ آباد میں جامع مسجد دھمتوڑمیں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کررہے تھے جس میں مقامی لوگوں کے علاوہ۔جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں اور عہدیداروں نے بھی بڑی تعدادمیں شرکت کی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ پارلیمنٹ کاکام مختار مطلق بنکر فیصلے کرنا نہیں بلکہ کسی اسلامی ریاست پرپارلیمنٹ کاکام خدااوررسولؐ کے فیصلے اوراحکام کو نافذکرناہے۔ اور اگرجناب وزیراعظم نے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاکرملک کو اسلامی نظام کی راہ پر ڈالا اور آئین میں انقلابی تبدیلیاں کروائیں تو خداکی مدداور تائیدان کے شامل حال ہوگی۔ مولانا سمیع الحق نے کہاکہ طوفان کی طرح پھیلے ہوئے کرپشن کاکنٹرول موجودہ قوانین اور عدالتوں سے ممکن نہیں بلکہ اسلامی قوانین اور تعزیرات دہی سے ممکن ہوسکتاہے۔ آٹے کی قلت اور بحران کاذکرکرتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے کہاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تازیانہ ہے اور پچاس سال قیام پاکستان کے مقاصدکے انحراف کے نتیجہ میں اورسودکے ملعون نظام کے تسلط کی وجہ سے ملک دانے دانے کوترس گیاہے اور عوام بنیادی ضروریات کیلئے ترس رہے ہیں۔ جسے خداکی طرف سے عذاب سمجھناچاہیئے۔ مولاناسمیع الحق نے جامع مسجد دھمتوڑ کے وفات پانے والے خطیب اور عظیم روحانی وعلمی شخصیت مولانا محمدایوب ہاشمی کی وفات کو ایک بڑاخلاء قراردیااور جمعیت علماء اسلام کیلئے ان کے عظیم خدمات پران کو خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا سمیع الحق

نئی حکومت کی غیر شرعی ترجیحات، خواتین کے سیٹوں کی بحالی

جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ حکومت کی جانب سے اسمبلی میں خواتین نشستوں کی بحالی کے لئے لائی جانے والی آئینی ترمیم سے حکومت اور دینی حلقوں میں دوری پیدا ہوجائے گی۔ وزیراعظم کو ایسے اقدامات سے پرہیز کرنا چاہیئے جس سے ملک میں سیاسی افراتفری پیدا ہو اور ماحول میں کشیدگی بڑھے۔ بدھ کو A.N.N سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وزیراعظم نواز شریف کو اپنی حاکمیت قائم کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے قیام کے لئے اپنی توانائی اور حکومتی وسائل استعمال کرنی چاہئیں۔ اگر حکومت نے متنازعہ آئینی ترمیم لانے کا فیصلہ واپس نہ لیا تو پھر ملک ایک سنگین سیاسی واخلاقی بحران میں مبتلا ہوجائے گا۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کی نشستوں کی بحالی کا مقصد یہ ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق خواتین کو اسمبلی میں لایا جائے یہ عمل خود خواتین کی عزت واحترام کے بھی منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خواتین مردوں کی طرح براہ راست انتخابات میں حصہ لے کر اسمبلی میں پہنچ سکتی ہیں تو پھر انہیں مخصوص نشستوں کے ذریعے اسمبلی میں لانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ حکومت کو اگر خواتین کی نشستوں کی بحالی کی فکر ہے تو پھر انہیں ملک میں سود ختم کرنے کے لئے بھی کوشش کرنی چاہئیں اور سپریم کورٹ میں دائر اپنی درخواست کو واپس لینا چاہیئے۔ ایک اور سوال پر انہوں نے کہا کہ گذشتہ دنوں صدر لغاری سے ملاقات میں کسی خاص ایشوز پر بات چیت نہیں ہوسکی تاہم جے یو آئی حالات کا جائزہ لے رہی ہے اور دیکھ رہی ہے کہ "بھاری مینڈیٹ" والی حکومت کیا کرتی ہے۔ جب اس کی جانب سے کوئی واضح پالیسی آئے گی تو پھر ہم اپنا لائحہ عمل طے کریں گے۔

نوائے وقت (۲۴ اپریل ۱۹۹۷ء)

بحث ونظر

سلسلہ نمبر۳

از مولانا محمد شہاب الدین ندوی

حیات ثانی کے عقیدے پر "کلوننگ" کی شہادت

انسان نے یہ تجربہ کرکے مادیت کی تردید اور اسلامی عقیدے کی تصدیق کی ہے

"کلوننگ کے بارے میں "الحق" نے سلسلہ مضامین شروع کیا ہے اور اہل علم وفکر کو شرعی نقطہ نظر سے اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ تیسرا مضمون نئے گوشوں کی نشاندہی کررہی ہے اور موضوع پر تحقیقانہ ،محققانہ سائنسی وشرعی اظہار خیال کی دعوت دی جاتی ہے۔

(ادارہ)

انسان جب ایک بار مرکر مٹی میں مل جائے گا اور اس کے سارے اجزاء وعناصر بکھر کر ختم ہوجائیں گے تو کیا اسے دوبارہ زندہ کیا جانا ممکن ہے ؟ تو دورقدیم سے لے کر اب تک وہ تمام قومیں اور وہ تمام لوگ جو خدا اوراس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے تھے اس حقیقت کانہایت شدومد کے ساتھ انکارکرتے رہے ہیں۔ اور ملحدین ومادہ پرست تو اسے مذہبی خرافات اور انسانی ذہن کی اختراع قراردیتے رہے ہیں۔ کہ یہ سب باتیں عقل وفہم سے بعیدترہیں جو کسی بھی طرح صحیح نہیں ہوسکتیں۔

وقوع قیامت ایک اٹل صداقت:۔

لیکن اب "کلوننگ" (CLONING) یعنی غیرازدواجی عمل کے ذریعہ کسی خلیہ (CELL) سے مصنوعی طور پر کسی جانور کا ہم شکل پیداکرنے کے کامیاب تجربے نے وقوع قیامت کے موقع پر انسان کے دوبارہ اپنی ہوبہوشکل میں زندہ کئے جانے کے عقیدہ کی ناقابل تردید شہادت فراہم کردی ہے۔ اس تجربے کے اغراض ومقاصد خواہ کچھ بھی ہوں، مگر اس حیرت انگیز مظاہرہ کے بعد ایک ملحد سے ملحد بھی وقوع قیامت اور حیات ثانی کا انکار کرنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ اب کسی کو بھی عقیدہ قیامت کی صحت وصداقت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔ یہ وہ عظیم انکشاف ہے جس نے تمام انسانوں کو انگشت بدنداں کردیا ہے۔

اب انسانوں کی کاشت کی جائے گی۔

وقوع قیامت پر سب سے زیادہ انکار خودسائنس دانوں اور سائنس زدہ لوگوں ہی کو تھا کہ انسان جب مرجائے گا تو پھر اس کو دوبارہ زندہ کیا جانا کسی بھی طرح ممکن نہیں ہوسکتا۔ اور وہ اسے ایک خدافاتی عقیدہ قرار دیتے تھے۔ مگر اب اسکاٹ لینڈ کے ایک سائنس دان ڈاکٹر ایان ولمٹ نے بھیڑ کے ایک خلیہ کو لے کر لیبارٹری میں سائنسی تجربے کے ذریعہ مصنوعی طور پر ہوبہو اس بھیڑ کا ایک "ھم شکل" (CLONE) برآمد کر کے ایک تہلکہ مچادیا ہے۔ بندروں اور مینڈکوں پر بھی اس قسم کے کامیاب تجربے کئے جاچکے ہیں۔ کلوننگ کے ذریعہ اب انسانوں کے بھی ہم شکل (بالکل جڑواں بھائیوں کی طرح) مصنوعی طور پر یعنی کسی لیبارٹری میں بغیر ازدواجی عمل کے پروان چڑھا کے اور پھر اسے کسی "کرائے کے رحم" میں منتقل کر کے برآمد کئے جاسکتے ہیں۔ اس طرح کہ وہ ایک دوسرے کی ہوبہو فوٹو کاپی ہوں گے اور ان دونوں میں رتی برابر بھی فرق نہ ہوگا۔ چنانچہ ایان ولمٹ کا کہنا ہے کہ سائنس صرف دوسال کے عرصے میں انسانی کلون (HUMAN CLON) یعنی کسی بھی انسان کا ہم شکل تیار کرنے میں کامیاب ہوسکتی ہے۔

مذکورہ بالا بھیڑ کا نام ڈالی رکھا گیا ہے، اور اس کی عمر سات ماہ ہے۔ جب کہ اس کا خلیہ ساڑھے چھ سال پرانا ہے۔ یعنی اس خلیہ کو ساڑھے چھ سال پہلے حاصل کر کے اسے سائنسی طریقے سے محفوظ رکھا گیا تھا۔ بغیر ازدواجی عمل کے کسی خلیہ سے اس طرح کے ہم شکل مصنوعی طور پر برآمد کرنے کا نام کلوننگ (CLONING) ہے۔ اور یہ عمل " جنیاتی انجینئرنگ " (Genetical Engineering) کے تحت وقوع میں آتا ہے۔ جو ایک جدید علم ہے۔ مگر یہ ایک انتہائی مشکل اور مہنگا عمل ہے۔ اور اس طرح کے تجربوں پر لاکھوں ڈالر خرچ ہوجاتے ہیں۔

بحرحال اس طرح کے ظہور وارتکاب کے اخلاقی ومعاشرتی نتائج کیا ہوں گے ؟ اس موضوع پر علمی حلقوں میں گرما گرم بحث شروع ہوگئی ہے اور مذہبی حلقوں میں انسانوں پر اس قسم کے تجربات کئے جانے کی مذمت کی جارہی ہے۔ لہذا بہت سے ملکوں نے اس قسم کا تجربہ انسانوں پر کئے جانے پر پابندی عائد کردی ہے۔ مگر کب تک ؟

دنیائے حیات کا ایک بنیادی نظام :-

کسی بھی انسان کے صرف ایک خلیہ (سیل) سے اس کا ہم شکل برآمد کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ ایک انسان کے ٹکڑے کر کے اس سے متعدد انسان پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ یعنی اس کے

ہر ایک خلیہ سے ایک نیا انسان وجود میں لایا جاسکتا ہے۔ ایک انسان میں کھربوں کی تعداد میں خلیے ہوتے ہیں۔ یعنی اس کا گوشت پوست، خون، ہڈیاں اور بال سب کے سب نہایت درجہ ننھے خانوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ جو صرف خوردبین سے نظر آتے ہیں۔ دنیا بھر میں پائے جانے والے تمام حیوانات ونباتات میں بھی اسی طرح کا نظام پایا جاتا ہے۔ جس طرح کہ ایک عمارت بے شمار اینٹوں سے مل کر بنتی ہے۔ اسی طرح ایک انسان یا حیوان بھی لاتعداد خلیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر خلیہ یا خانہ ایک ایسا یونٹ ہوتا ہے جو اپنی جگہ پر ایک مکمل فیکٹری کی طرح کام کرتا ہے۔ اور ان خلیوں میں زندگی سے بھرپور ایک متحرک مادہ پایا جاتا ہے۔ جسے اصطلاح میں پروٹوپلازم کہا جاتا ہے۔ اور اس میں متعدد چیزوں کے علاوہ ایک "موراثتی مادہ" بھی پایا جاتا ہے جسے "کروموسوم" اور ڈی این اے (DNA) کہتے ہیں۔ اس مادہ میں ہر نوع کی اپنی خصوصیات پائی جاتی ہے۔ مثلاً بکری ہے تو بکری کی خصوصیات، بندر ہے تو بندر کی خصوصیات اور انسان ہے تو انسان کی خصوصیات وغیرہ، اور یہ خصوصیات ماں باپ سے بچوں میں نسل درنسل منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی بناء پر بچے رنگ روپ، چہرہ مہرہ اور عادات واطوار میں اکثر وبیشتر ماں باپ کے مشابہ ہوتے ہیں۔ گویا کہ ہرایک خلیہ میں ایک پورے انسان کی " شبیہ " موجود رہتی ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کا آغاز اس قسم کے دو خلیوں سے ہوتا ہے، جن میں سے ایک باپ کا دوسرا ماں کا ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں مل کر " جفتہ " (یک جان) ہوجاتے ہیں۔ پھر یہ جفتہ اپنی بڑھوتری میں " جراثیمی نظام " کی طرح نشوونما پاتا ہے۔ یعنی خلیہ نشوونما پاتے ہوئے بیس سے تیس منٹ کے اندر خود بخود ٹوٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح بڑھتے بڑھتے ماں کے پیٹ میں ۱۲۰ دن میں مکمل جنین کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔

خدائی تخلیق کی نقل:۔

اس لحاظ سے انسان نے اس " قانون قدرت " کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لینے کے بعد ایک " واحد خلیے " کو لے کر یہی " عمل تخلیق " مصنوعی طور پر (ازدواجی عمل کے بغیر) انجام دینے کا طریقہ دریافت کرلیا ہے۔ مگر اس نے ایسا کرکے انجانے پن میں قیامت کے موقع پر انسان کے دوبارہ زندہ کئے جانے کے مذہبی عقیدے کی تصدیق وتائید کردی ہے۔ گویا کہ مادہ پرست سائنس دانوں نے اپنے ہی فعل کے ذریعہ غیر شعوری طور پر انبیائے کرام کی تعلیمات کو صحیح اور برحق ثابت کردیا ہے۔ چنانچہ کسی بھی انسان کے مرنے کے بعد اگر اس کا ایک بھی خلیہ (سیل) باقی رہ جائے تو

اب خود سائنٹفک نقطۂ نظر سے دوبارہ وہی انسان زندہ ہوسکتا اور زندہ کیا جاسکتا ہے۔ اب یہ کوئی انہونی یا ناممکن بات نہیں رہی۔

حدیث شریف کا ایک انکشاف :-

اس سائنٹفک حقیقت کے ملاحظہ کے بعد اب بعض احادیث کا مطالعہ کیجئے تو اس سے حیات ثانی کے مسئلے پر ایک نئی روشنی پڑتی ہے۔ اور بعض نئے حقائق سامنے آتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث میں صراحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ جب کوئی انسان مرجاتا ہے تو اس کے سارے اعضاء مٹی میں مل کر ختم ہوجاتے ہیں، سوائے "دمچی" کے (دم کے سرے پر پائی جانے والی ایک ہڈی کے) جس کے ذریعہ دوبارہ تخلیق عمل میں آئے گی۔ (بخاری و مسلم) ایک دوسری حدیث میں بتایا گیا ہے کہ وہ دمچی ایک رائی کے دانے کی طرح ہے۔ (فتح الباری)

اس سے مراد یہ ہے کہ بالکل ایک رتی سی چیز ہوگی۔ راقم سطور چونکہ حیاتیات کا ایک طالب علم ہے، اس لئے میں نے کافی غور و خوض کے بعد اس کا مصداق بڑی جرات کے ساتھ خلیہ (CELL) قرار دیتے ہوئے اپنی بعض کتابوں میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اور اب جدید انکشافات کی روشنی میں یہ بحث محکم بن گئی ہے۔ یعنی راقم سطور نے دس پندرہ سال پہلے اس بارے میں جو کچھ لکھا تھا وہ صحیح ثابت ہوچکا ہے کہ ایک واحد خلیے سے دوبارہ اسی قسم کا انسان برآمد کیا جاسکتا ہے۔ اس عتبار سے اب فکر و فلسفہ کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب آنے والا ہے۔ جو اسلامی انقلاب ہوگا۔ اور یہ کوئی معمولی انقلاب نہیں ہے، بلکہ علمی و عقلی نقطۂ نظر سے ایک ایسا عظیم الشان انقلاب ہے جو تمام فرسودہ افکار و نظریات اور مادہ پرستانہ فلسفوں کو ہمیشہ کے لئے دفن کردینے کا باعث ہوگا۔

زندگی بعد الموت کا ایک نظارہ۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ ایک واحد خلیہ ایک لمبی مدت تک کس طرح زندہ رہ سکتا ہے؟ تو اس مسئلے پر جدید تحقیقات کی رو سے ایک نئی روشنی پڑگئی ہے۔ چنانچہ مختلف قسم کے جراثیم اور بیکٹیریا "یک خلوی" (واحد خلیے والے) ہوتے ہیں۔ اور وہ طبعی اعتبار سے ناسازگار حالات میں ہزاروں سال تک بظاہر مردہ رہ کر سازگار حالات میسر آنے پر دوبارہ زندہ ہوسکتے ہیں۔ یہ ننھی منی مخلوق صرف خوردبین سے نظر آتی ہے اور ان کی مختلف قسمیں مٹی، پانی اور ہوا میں ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا تمام حیوانات و نباتات میں اسی طرح کا یکساں "خلوی نظام" پایا جاتا ہے۔ یعنی ہر جاندار خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا متعدد اور کثیر خلیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جراثیم ایک خلیے کے حامل

ہوتے ہیں۔ کیڑے مکوڑے سینکڑوں، ہزاروں خلیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان سے بڑے جاندار لاکھوں کروڑوں خلیوں والے اور بڑے بڑے جاندار اربوں کھربوں خلیوں کے حامل ہوتے ہیں۔ جیسے انسان، بکری اور شیروغیرہ۔ غرض پوری "دنیائے حیات" میں یکساں قسم کا خلوی نظام پایاجاتاہے اور حیاتیاتی اجسام میں "ٹوٹ پھوٹ" ہوتی رہتی ہے۔ یعنی نئے خلیے بنتے اور پرانے خلیے ختم ہوتے ہیں۔ انسان کا ایک خلیہ اپنی ہیئت میں جراثیم ہی کے مشابہ ہوتاہے، جو زندگی کی ایک اکائی (یونٹ) ہے۔

بہرحال جدید تحقیقات کے مطابق بعض جراثیم ہزاروں سال تک وزنی مٹی کے نیچے دبے رہنے اور بظاہر "مردہ" رہنے کے بعد جب انہیں سازگار حالات میسر آجائیں تو وہ دوبارہ زندہ ہوکر پھر سے نشوونما پانے لگتے ہیں۔ اس مدت میں یہ جراثیم "غنودگی" (DORMANCY) کے عالم میں ہوتے ہیں اور انہیں اسپور (SPORE) کہاجاتاہے (ملاحظہ ہوانسائیکوپیڈیا برٹانیکا: ۱۰/ ۸۹۳ مطبوعہ ۱۹۸۳ء)۔

مردے نیند کی حالت میں:۔

حیات ثانی کی نوعیت پر یہ ایک بہت بڑی شہادت ہے، جو نہایت درجہ اہم ہے۔ گویاکہ خلاق عالم نے انسان کی بصیرت اور اس کی رہنمائی کے لئے اس عالم مادی میں قدم بہ قدم پر اسباق وبصائر کاایک دفتر سمودیاہے۔ غرض اس اعتبار سے اگر انسان کاایک بھی خلیہ (جو ایک جرثومے کے مشابہ ہوتاہے) زمین میں گلنے سڑنے سے محفوظ رہ جائے تو اس سے ہوبہو وہی انسان دوبارہ جنم لے سکتاہے۔ گویاوہ بظاہر "مردہ" مگر "خوابیدہ" حالت میں ہوتاہے۔ چنانچہ قرآن اور حدیث کی تصریح کے مطابق جب قیامت کے موقع پر تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیاجائے گا تو ہر شخص کو یہی محسوس ہوگا کہ گویا وہ اب تک سورہاتھا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

"اور جب صور پھونکاجائے گا تو تمام لوگ اپنی قبروں سے نکل کراپنے رب کی طرف دوڑپڑیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی کہ ہم کو نیند سے کس نے جگادیا؟ یہ تو وہی (سچی) بات ہے جس کا خدائے رحمان نے ہم سے وعدہ کیاتھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا وہ تو ایک زوردار آواز ہوگی، پھر سب کے سب ہمارے روبروحاضر ہوجائیں گے" (یٰس: ۵۱ - ۵۳)

خدائی تخلیق اور انسانی تخلیق:۔

کلوننگ کے ذریعہ کسی جانور کاہم شکل پیداکرنے کے سلسلے میں موجودہ انسان نے جو

کامیابی حاصل کی ہے وہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک انتہائی مشکل اور دشوار عمل ہے۔ چنانچہ بھیڑ کے مذکورہ بالااہم شکل (کلون) کوتیار کرنے کے لئے تقریباً تین سو " جنینوں" (EMBRYOS) کو قربان کرناپڑا۔ یعنی مسلسل تین سوباریہ تجربہ کیاگیا، تب کہیں جاکر ایک تجربہ کامیاب ہوا۔ مگرخلاق عالم کے نزدیک اس قسم کا " اسراف" نہیں ہے۔ بلکہ محض اس کے ایک ہی حکم یاڈائنٹ پر ساری مخلوق اٹھ کھڑی ہوجائے گی۔ جیسا کہ اوپرمذکورہ قرآنی آیات سے ظاہرہورہاہے۔

پچھلے صفحات میں مذکورہ حدیث کے مطابق " دمچی" کے ذریعہ دوبارہ تخلیق کی جوبات کہی گئی ہے۔ وہ محض انسان کی عبرت وبصیرت کی خاطرہے۔ ورنہ خالق کائنات اس بات کا پابندنہیں ہے کہ ان مادی قوانین کے سہارے وہ اپنی قدرت کا مظاہرہ کرے۔ کیونکہ وہ ہرچیزکو عدم سے وجود میں لاتاہے۔ لہذا اس کے لیے توکسی چیزکے وقوع کے لیے بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ " ہوجا" اور وہ چیزہوجاتی ہے۔

" اس کا معاملہ تو بس اس قدرہے کہ جب وہ کسی چیزکا ارادہ کرلیتاہے تو اسے صرف اتنا کہنا ہوتاہے کہ " ہوجا" اور وہ چیز ہوجاتی ہے۔ لہذا پاک ہے وہ ذات برترجس کے ہاتھ میں ہرچیزکی تکمیل ہے۔ اورتم سب اسی کے پاس لوٹائے جارہے ہو"۔ (یٰس : ۸۲ - ۸۳)

ایک واحد خلیہ کے ذریعہ ایک مکمل جانور برآمدکرکے موجودہ انسان نے جوکامیابی حاصل کی ہے اس سے حیات ثانی کی نوعیت واضح ہوگئی، اور یہ بھی واضح ہوگیاکہ انسان اس فعل کو باربار دہراسکتاہے۔ توکیا خالق ارض وسما(جس نے اس کائنات اور اس کی ساری چیزوں کی تخلیق کی ہے)وہ اپنی تمام مخلوق کو دوبارہ وجودمیں لانے سے عاجزرہ جائے گا؟ واقعہ یہ ہے کہ موجودہ سائنس دانوں نے کلوننگ کا کامیاب تجربہ کرکے عقیدہ قیامت کے صحت وسچائی پر مہرتصدیق ثبت کردی ہے۔

واحد خلیہ سے تخلیق کا عمل انسان کے مشاہدہ میں ہردن " جنین " کی شکل میں سامنے آرہاہے۔ قیامت کے موقع پر بھی اس طرح واحد خلیہ سے ہرانسان کی دوبارہ تخلیق عمل میں آئے گی۔ اسی بناء پر فرمایاگیاہے !

" تم اپنی پہلی زندگی سے واقف ہوچکے ہو، تو تم چونکتے کیوں نہیں ہو(کہ وہ تمھیں دوبارہ اسی طرح زندہ کرے گا) ۔ (واقعہ : ۶۲)

کیا انسان خدا بن گیا؟

یہ تو ہوئی عقیدے کی بات۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ آج کا انسان یہ حیرت انگیز مظاہرہ کرکے کیا خود خالق بن گیا ہے؟ جیسا کہ آج کل ہر طرف ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوگیا ہے کہ اس فعل سے گویا کہ خدا کی خدائی پر حرف آگیا ہے۔ تو یہ بات بالکل مہمل اور لایعنی ہے۔ اس سے خدا کی خدائی پر حرف آنا تو درکنار ہمارا عقیدہ خداوند قدوس کی ذات برتر پر اور زیادہ مضبوط ہوگیا ہے۔ کیونکہ انسانی کارنامہ اگرچہ ایک عجوبہ ضرور دکھائی دیتا ہے مگر وہ کسی بھی طرح "خلاف فطرت" نہیں ہے۔ کیونکہ سائنس دانوں نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ محض اصول فطرت کا مطالعہ و مشاہدہ کرکے انہی ضوابط کے تحت اس عمل کو دہرایا ہے۔ یعنی انہوں نے خدائی تخلیق کی نقل (کاپی) کی ہے۔ ہاں اگر انسان مردہ عناصر یا مٹی کو لے کر یہ کارنامہ انجام دیتا تو کوئی بات تھی۔ ظاہر ہے کہ اس نے محض خدائے عزوجل کے پیدا کردہ ایک "خلیہ" کو لے کر یہ عمل کیا ہے۔ جب انسان خلیہ کا خالق نہیں ہے تو پھر وہ اس کلوننگ کا بھی خالق نہیں ہوسکتا۔ لہذا انسان خالق کے مقام و مرتبہ تک کسی بھی حال میں نہیں پہنچ سکتا۔ انسان کو زیادہ سے زیادہ "نقال" کہا جاسکتا ہے۔

قرآن کا ایک چیلنج:۔

قرآن عظیم تو صاف صاف اور چیلنج کے ساتھ کہتا ہے کہ دنیا کے تمام انسان یا "معبودان باطل" مل کر ایک مکھی تک کی بھی تخلیق نہیں کرسکتے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ "اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو، جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے، اگرچہ وہ سب کے سب اس مقصد کے لئے جمع ہوجائیں۔ (حج: ۷۳)

یہ مثال دور قدیم میں مشرکین کے معبودان باطل پر صادق آتی تھی۔ مگر آج یہ ان سائنس دانوں پر صادق آتی ہے جن کو عام انسان گویا مرتبہ خدائی پر فائز سمجھنے لگے ہیں۔ یعنی موجودہ عوام کا یہ "عقیدہ" بن چکا ہے کہ آج کا سائنس دان جو چاہے کرسکتا ہے۔ لہذا دنیائے سائنس کو اگر یہ دعویٰ یا خوش فہمی ہو کہ وہ خالق کے مرتبے پر فائز ہوسکتی ہے تو اسے چاہئیے کہ وہ مردہ عناصر سے یہ کام انجام دے۔ جسے وہ کسی بھی حال میں انجام نہیں دے سکتی۔ لہذا اس پوری کائنات کا صرف ایک ہی خالق ہے اور ہمیشہ ایک ہی رہے گا۔ وہی ہے اللہ تمہارا رب، ہر چیز کا پیدا کرنے والا اس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں۔ لہذا تم کہاں بھٹکے جارہے ہو؟ (مومن: ۶۲)

خدائی تخلیق کو بگاڑنا ایک شیطانی عمل:۔

بہرحال یہ عمل " تخلیقی عمل " تو نہیں بلکہ ایک " تخریبی عمل " ہے، جسے خدائی تخلیقات کو بگاڑنے کا عمل کہا جاسکتا ہے۔ اور اس حقیقت کا انکشاف خود خدائے علیم وخبیر نے یوم ازل ہی میں ابلیس کی زبانی اس طرح کرادیا تھا، جب کہ اسے ملعون ومردود قرار دے کر راندہ بارگاہ الٰہی قرار دیا گیا تھا۔ " میں انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی خلقت کو بدل کر رہیں گے "۔ (نساء ۱۱۹)

پھر اس کے بعد مذکور ہے : " شیطان ان سے وعدے کرتا اور (جھوٹی) امیدیں دلاتا ہے اور شیطان محض جھوٹ موٹ کے وعدے کرتا ہے "۔ (نساء : ۱۲۰)

اس موقع پر قرآن مجید میں لفظ " غرور " استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنٰی اصل عربی میں دھوکہ دینے اور جھوٹے وعدے کرنے کے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ فعل (تبدیل خلقت) پوری انسانیت کو دھوکہ دینے اور جھوٹے وعدے کرنے کے برابر ہے۔ اور اس فعل کے سنگین نتائج ضرور برآمد ہوکر رہیں گے، جس سے پوری نوع انسانی دوچار ہوگی۔

کلوننگ کے اخلاقی ومعاشرتی پہلو:۔

اب رہے اس سلسلے کے اخلاقی ومعاشرتی پہلو کہ اس عمل کے نتیجے میں جو نئے نئے سماجی مسائل اور پیچیدگیاں پیدا ہوجائیں گی ان کا حل کیا ہوگا؟ تو اس کا جواب دینا اور اس بحرانی دور کے مسائل حل کرنا ان ہی کی ذمہ داری ہوگی جو اس مذموم حرکت کے مرتکب ہوں گے اور جو انسانوں کو اشرف المخلوقات کے درجے سے نکال کر انتہائی پست اور حیوانی سطح پر لانا چاہتے ہیں اور اپنے گندے اور ذلیل مقاصد کی بجا آوری کے لئے انسانوں کو بھی تختہ مشق بناکر اخلاقیات کے سارے حدود سے تجاوز کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ آج کا انسان اپنے خالق ومالک اور معبود برحق کو بھول کر مادیات کی دنیا میں کھوگیا ہے۔ اور مادی کھلونوں ہی سے دل بہلاکر اپنی تسلی کرلینا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس کی نظر میں سوائے مادہ کے اس کائنات میں کسی دوسری چیز یا کسی برتر ہستی کا وجود نہیں ہے، جس کے سامنے وہ جواب دہ ہوسکتا ہو۔ لہذا وہ من مانی پر اتر آیا ہے اور غیبی اشاروں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی آنکھیں پوری طرح موندلی ہیں۔ وہ روئے زمین پر اپنے آپ کو بالکل آزاد سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسے کوئی نہ روکے اور کوئی اس کا ہاتھ نہ پکڑے۔

لیکن اب وقت آگیا ہے کہ وہ خدا، روح اور آخرت کے تصورات کو مزید نظرانداز نہیں کرسکے گا۔ کیونکہ اب اسلامی عقائد وتعلیمات کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ انشاء اللہ خدائے عظیم اپنے وجود برحق کے جلوے اسی طرح دکھاتا رہے گا۔

" ہم منکرین حق کو اپنی نشانیاں (علامات قدرت) انسان کے اندر اور باہر دکھا کے رہیں گے"۔
(حٰم سجدہ: ۵۳)

مادی فلسفوں کا خاتمہ:-

بہرحال " کلوننگ" کے ظہور کی وجہ سے فکر و فلسفے کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب آنے والا ہے۔ جو مذہب کی حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے تمام مادی. والحادی فلسفوں کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جائے گا۔ کیونکہ اب خود سائنس دانوں نے یہ کامیاب تجربہ کر کے ان تمام مادی فلسفوں کی کمر توڑ دی ہے جو مذہبی عقائد کو ایک ڈھکوسلہ قرار دیتے ہوئے اور محض " عقلیت" اور "تجربیت" کے ذریعہ حاصل ہونے والی " معلومات" کو بنیاد بنائے جانے کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ادعا کرتے ہیں کہ جو علم محسوسات کے ذریعہ حاصل نہ ہو اس کی کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی۔ لہذا وہ لائق اعتناء نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مادیت (میٹیریلزم) عقلیت (ریشنلزم) مذہب سائنس (سائنٹزم) اور منطقی ایجابیت (لاجیکل پازیٹیوازم) وغیرہ اسی طرز فکر کی پیداوار ہیں۔ لیکن اب کلوننگ کے اس زبردست مظاہرہ کے بعد یہ تمام فلسفے آوٹ آف ڈیٹ قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ اب مذہبی عقائد کی سچائی پوری طرح ظاہر ہو چکی ہے۔ اور ثابت ہو گیا کہ علم صرف وہی نہیں ہے جو محسوسات سے حاصل ہوتا ہو۔ بلکہ علم وہ بھی ہے جو وحی والہام سے حاصل ہوتا ہے۔ کیا یہ ایک حیرت انگیز واقعہ نہیں ہے۔ کہ آج علم انسانی خود اپنے ہی فعل و عمل اور تحقیق و تفتیش کے ذریعہ " علم الٰہی" اور " وحی الٰہی" کی تصدیق و تائید کر رہا ہے؟ فکر و فلسفے کی دنیا میں اس سے بڑھ کر عجیب و غریب واقعہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان جس چیز کا انکار اپنی زبان سے کرتا ہے اسی کا اقرار واثبات وہ اپنے فعل و عمل سے کر کے اپنے قول کی تکذیب خود ہی کرے؟ ظاہر ہے کہ یہ اپنے قول و فعل کا ایک زبردست تضاد ہے، جو خود عقلی (ریشنلٹی) کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے۔

ایک لمحۂ فکریہ:-

بہرحال مذکورہ بالا مباحث کے ملاحظہ سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کائنات میں ایک اعلیٰ اور برتر ہستی ضرور موجود ہے جس کا علم ازلی ہے اور جس کی منصوبہ بندی کے تحت سارے واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہیں؟ اور یہ روز جزا (قیامت) ایک اٹل اور ناقابل تردید صداقت ہے جس میں تمام انسانوں کو اکھٹا کر کے (یعنی دوبارہ زندہ کر کے) ان کے اعمال کی بازپرس کی جائے گی؟

" آنے والی چیز (قیامت) قریب آپہنچی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اسے ظاہر کرنے والا نہیں ہے تو

کیاتم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟ اور ہنستے ہو، روتے نہیں؟ تم تو غفلت میں پڑے ہو۔ لہذا تم (غفلت کی نیند سے جاگ کر پوری سنجیدگی کے ساتھ) اللہ کے آگے سجدہ ریز ہوجاؤ اور اسی کی بندگی کرو۔" (نجم: ۵۷-۴۲)

نوٹ:۔ حیات ثانی پر سائنٹفک نقطۂ نظر سے مفصل بحث کے لئے راقم سطور کی حسب ذیل دو کتابیں دیکھنی چاہیئے۔

(۱) قرآن حکیم اور علم نباتات (۲) قرآن اور عالم طبیعی۔ کتاب ثانی کا انگریزی ایڈیشن شائع ہوگیاہے۔ اردو اور عربی ایڈیشن زیر طبع ہیں۔ ان کتابوں کے ملنے کا پتہ حسب ذیل ہے:

فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ۔ نمبر ۸۲ دسواں مین، پہلاکراس بی ٹی ایم پہلا اسٹیج۔ نبگور نمبر ۲۹ (انڈیا)۔

%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%%
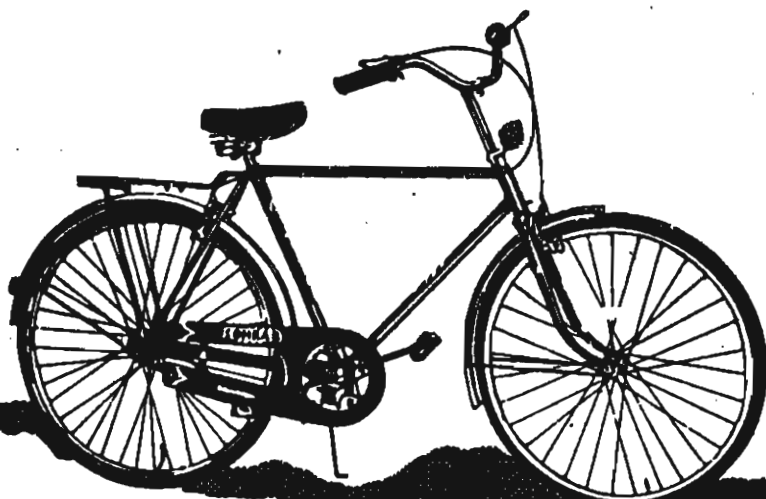
جناب ڈاکٹر نثار محمد صاحب
اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور

کیا عورتیں واقعی ناقص العقل ہیں؟

جنسی کروموسوم کا انسان کے ذہنی اور جسمانی نشوونما پر اثر

انسان کی شکل وصورت، اخلاق، کردار اور فطرت کی تعین کرموسوم (Chromosomes) سے چپکے ہوئے جینز (Genes) کرتے ہیں۔ مرد و زن دونوں کے نطفوں میں دو مختلف جنسی کرموسوم ہوتے ہیں۔ جو ایکس اور وائی کہلاتے ہیں۔ ان جنسی کرموسوم کے جینز (Genes) میں نصف اور نصف عورت کی ہوتیں ہیں۔ اور جب مرد وعورت کے نطفے آپس میں مل جاتے ہیں تو کرموسومز کے جینز بھی ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہوجاتے ہیں۔ انہی اختلاط مائیں کے لیے قرآن کریم نے نطفۃ الامشاج کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (1)

اس اختلاط کی بناء پر جنین (Embryo) میں ماں باپ دونوں کی خصوصیات منتقل ہوجاتی ہیں۔ اور اس طرح جنین میں ایک نیا جینی پروگرام (Genetic Programe) شروع ہوجاتا ہے۔ (2)

مرد وزن دونوں کے پختہ تولیدی خلیئے 23 کرموسومز کے جوڑوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور جب یہ دونوں آپس میں مل جاتے ہیں۔ تو ایک مکمل (Zygote) (۲۳ + ۲۳ = ۴۶ کرموسومز) بن جاتا ہے۔ جو کہ ایک مکمل انسان بننے کے لیے ضروری ہے۔ (3)

اگر ان کرموسومز میں ایک بھی کم یا زیادہ ہو تو پھر اس سے مکمل انسان نہیں بن سکتا۔ یا پھر وہ ذہنی او جسمانی دونوں لحاظ سے معذور ہوجاتا ہے۔ ان ۴۶ کرموسومز میں سے ۴۴ غیر جنسی کرموسومز

---

1) ۔ الدھر ۷۶ : ۲

2. (i). Foundation of embryology "GENE"

(ii). HUMAN GENETICS (NOV) PP : 92 - 93

(iii). GENETICS IN MEDICINE PP : 344-347

3. (i). MEDICAL EMBRYOLOGY PP : 4 - 7(ii). GENETICS P : 6

(iii). ENCYCLOPEADIA BRITANNINCA (MICRO) " CELL "

(iv). HUMAN GENETICS (WIN) PP : 112 - 113

ہوتے ہیں۔ جبکہ باقی ماندہ دو جنس کرموسوم (Autosomal chromosomes) کہلاتے ہیں۔ یہی جنسی کرموسوم آئندہ بننے والے انسان کی جنس (Sex) کا تعین کرتے ہیں۔ اگر ان کرموسومز میں کمی بیشی آجائے۔ تو طبی اصطلاح میں اسکو اینیو پلائڈی (ANEU PLOIDY) کہتے ہیں۔ ان کرموسومز میں سے وائی (Y) مردانہ خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ جبکہ (x) زنانہ خصوصیات رکھتا ہے۔ (1)

جنسی کرموسوموز میں کمی بیشی سے پیدا ہونے والے بچے کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں متاثر ہوتی ہیں۔ اگر زنانہ جنین (Female Embryo) میں صرف ایک ایکس کرموسوم ہو تو وہ ایک بچی ذہنی اور جسمانی طور پر غیر صحت مند اور (Abnormal) ہوتی ہے۔ اور اکثر پیدائش سے قبل ہی مر جاتی ہے۔ لیکن اگر ایک ایکس کی حامل بچی بچ بھی جائے، تو وہ بچے پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوگی۔ اس قسم کی بیماری کو طبی اصطلاح میں ٹرنر سینڈروم (TURNER SYNDROME) کہا جاتا ہے۔ (2)

یہی جسمانی خامی ایک نر جنین (Male Embryo) میں بھی ہو سکتی ہے۔

میڈیکل سائنس نر جنین میں خامی کا آج تک کوئی شافی جواب نہ دے سکی ہے۔ (3)

اگر دو ایکس سے کرموسوم کی تعداد زیادہ ہو جائے یعنی (xxx) یا (xxxx) تو اس قسم کے خاتون کی ذہنی صلاحیتیں بری طرح متاثر ہوتی ہیں۔ اور وہ ذہنی طور پر معذور ہوتی ہے۔ (4)

مردوں میں اگر زنانہ خصوصیات کی حامل کرموسوم زیادہ ہو جائے یعنی (xxy) تو ایسے مردوں کے اعضاء تناسل میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ (5)

---

1) ۔ دیکھئے : Medical Embryology P : 5 - 7

2) ۔ دیکھئے : The developing human P : 143

3) اس کا علم میڈیکل سائنس کے ماہرین کو نہ ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ضرور جانتے ہیں۔ وہ چاہے تو نطفہ رحم مادر میں پرورش پانا شروع کر دیتا ہے۔ ورنہ تخلیق کا عمل ادھورا رہ جاتا ہے۔ جس کے لیے قرآن کریم نے مخلقۃ اور غیر مخلقۃ کے الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ دیکھئے معارف القرآن ج ۶ : ۲۲۔

4) ۔ دیکھئے : (i). Encyclopaedia Britannica " CHROMOSOMAL DISORDERS"

(ii). THE DEVELOPING HUMAN PP 142 - 144

5) ۔ دیکھئے حوالہ نمبر ۲ صفحہ ھذا

الغرض جنسی کرموسوم کی بدولت اللہ تعالیٰ انسان کی زندگی کا پورا نظام چلاتا ہے۔
اس تمام تفصیل کو درج ذیل جدول سے بہ آسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

جنسی کروموسوم میں کمی بیشی	جنس	نقص
۱)۔۴۵ / xo (ایکس زیرو)	عورت	۱)۔ دماغی کمزوری (۲)۔ جسمانی کمزوری ۳)۔ بچے پیدا کرنے کی صلاحیت مفقود
۲)۔۴۷ / xxx (تین ایکس)	عورت	شکل وصورت صحیح ہوتی ہے۔ مگر ذہنی طور پر معذور اور جذباتی ہوتی ہے۔
۳)۔۴۷ / xxy (ڈبل ایکس اور ایک وائی)	مرد	ان کرموسوم کا حامل مرد عمل تولید کے قابل نہیں ہوتا۔
۴)۔۴۷ / xyy (ایک ایکس اور دو وائی)	مرد	اس قسم کا مرد جسمانی طور پر دیو قامت ہوتا ہے۔ اور تشدد پسند اور کچھ کر گزرنے کا شوقین ہوتا ہے۔ (1)

اس تمام تفصیل سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔
۱)۔ زنانہ خصوصیات کی حامل ایکس کروموسوم کی زیادتی سے عام طور پر ذہنی خامیاں پیدا ہوتی ہیں۔
۲)۔ مردانہ خصوصیات کی حامل وائی کرموسوم کی زیادتی سے جسمانی خامیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (2)
یہ ایک ناقابل تردید طبی حقیقت ہے۔ کہ زنانہ خصوصیات کی حامل ایکس کرموسوم جتنے بھی زیادہ ہونگے، اتنے ہی ان میں ذہنی کنٹرول کم سے کم ہوتا جائے گا۔ (3)
اس تمام تفصیل کو ذہن میں رکھتے ہوئے قرآن کریم کا عورتوں کے نصف شہادت اور نبی کریم صلعم کا عورتوں کے بارے میں حدیث آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل
وامراتان ممن ترضون من الشھدآء ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخریٰ (4)

---

(1). ENCYCLOPAEDIA BRITANNICA "CHROMOSOMAL DISORDERS"

(2). SEXUAL DIFFERENCES IN THE BRAIN AND THE EFFECT OF X AND Y CHROSOMES ON PHYSICAL AND MENTAL DEVELOPMENT. P-3

3)۔ دیکھیئے : Medical Embryolosgy P: 32 - 37

۴)۔ البقرۃ ۲ : ۲۸۴

ترجمعہ : مردوں میں سے دو شاھدوں کو گواہ کرلیا کرو ۔ اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو جن گواہوں کو تم قابل اطمینان سمجھ کر پسند کرو ۔ ان میں سے ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہوجائیں ۔ تا کہ ان دونوں عورتوں میں سے اگر ایک عورت بھول جائے ۔ تو دوسری اسکو یاد دلادے ۔

ارشاد نبوی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے :

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال خرج رسول اللہ صلعم فی اضحی اوفی فطر الی المصلی فمر علی النساء فقال یا معشر النساء تصدقن فانی اریتکن اکثر اھل النار فقلنا وبم یارسول اللہ صلعم قال تکثرن اللعن و تکفرن العشیر ما رایت من ناقصات عقل ودین اذھب اللب الرجل الحازم من احدا کن قلنا وما نقصان دیننا وعقلنا یا رسول اللہ صلعم قال الیس شھادۃ المرءۃ مثل نصف شھادۃ الرجل قلن بلی قال فذالک من نقصان عقلھا۔ (1)

ترجمہ : حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے موقع پر عید گاہ کی طرف نکلے ۔ تو آپ کا گزر عورتوں پر ہوا ۔ تو آپ نے فرمایا : اے عورتوں کے گروہ ! تم صدقہ دیا کرو ۔ کیونکہ تم میں سے اکثر کو میں نے دوزخ میں پایا ہے ۔ تو انہوں نے کہا کس بناء پر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وا آلہ وسلم ؟ فرمایا تم بہت لعن طعن کرتی ہو ۔ اور اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہو ۔ میں نے ایسے ناقص العقل اور ناقص الدین نہیں دیکھے ۔ جو بڑے بڑے صاحب ارادہ اور ذہین لوگوں کو ورغلا دیتی ہیں ۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارے دین اور عقل کا کیا نقصان ہے ؟ ۔ آپ نے فرمایا ۔ کیا ایک عورت کی شہادت مرد کے نصف شہادت کے برابر نہیں ؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ۔ تو فرمایا تو یہ انکے عقلوں کا نقصان ہے ۔"

قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ اس بات کی نشان دہی کردی ہے ۔ کہ اگر ایک عورت بات بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے ۔ اس سے پتہ چلتا ہے ۔ کہ عورتیں کند ذہن نہیں ہیں ۔ بلکہ جذباتی (Emotional) ہونے کی بناء پر اپنے ذہن کو قابو میں نہیں رکھ سکتیں ۔ اور بات بھول جاتی ہیں ۔

حدیث کے لفظ " ناقص العقل " سے ہرگز یہ مراد نہیں ۔ کہ عورتیں کند ذہن اور غبی مخلوق ہیں ۔ اس حدیث کو سمجھنے کے لیے ہمیں لفظ عقل کے لغوی معنیٰ کو سمجھنا ہوگا ۔

عقل کا لفظ عقل یعقل عقلا سے ماخوذ ہے ۔ اور اس کے معنیٰ ہے ۔ ذہانت (INTELLEGENCE) اور عاقل سے مراد ہے ۔

الرجل الجامع لامرہ ورایہ (۲) ۔ یعنی ایک ایسا شخص جو ذہانت کے بل بوتے پر اپنے کام اور رائے پر ثابت قدمی سے ڈٹا رہنے والا ہو ۔

---

۱) ۔ الف : صحیح بخاری کتاب الحیض باب ترک الحائض الصوم (ب) سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ النساء (۲) ۔ الف ۔ لسان العرب زیر لفظ عقل (ب) تاج العروس زیر لفظ عقل (پ) جمہرۃ اللغۃ زیر لفظ عقل

اب اس معنیٰ کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر اس حدیث کو دوبارہ غور سے پڑھیں۔ تو یہ بات واضح ہوجائے گی۔ کہ ذہانت کو استعمال کرکے ہر قسم کے حالات کو کنٹرول کرنے کی جو صلاحیت مردوں میں ہوتی ہے۔ وہ عورتوں میں جذباتی ہونے اور کسی بات کی تہہ تک پہنچنے کی کم صلاحیت رکھنے (Less analytical) ہونے کی بناء پر نہیں ہوتی۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ معمولی سے ناموافق حالات میں عورتوں کے اوساں خطاء ہوجاتے ہیں۔ باوجودیہ کہ انکا مقیاس ذھانت (Intelligent Quotiont) سب سے اونچا ہوتا ہے۔ اور اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے باوجود جذباتی ہونے کی بناء پر حالات کو قابو میں نہیں رکھ سکتیں۔

حدیث میں ناقص العقل سے مراد زنانہ خصوصیات کی حامل ایکس کروموسوم کی زیادتی ہے۔ اگر غور سے دیکھاجائے تو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عورتوں کی اعلیٰ ذہانت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا! کہ انکی اعلیٰ ذہانت اور استعداد کے سامنے بڑے قوت ارادی کے مالکوں (لب اور الحازم) کے ذہن بھی ماند پڑجاتے ہیں۔

حدیث میں لب اور الحازم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

لب سے مراد اعلیٰ ذھانت ہے۔ اور یہ لفظ عقل کے لفظ سے زیادہ قوی اور خالص ہے۔ (۱)

الحازم سے مراد :-

الضابط لامرہ : یعنی ایک ایسا شخص جو اپنے کاموں کو صحیح اور منظم طریقے سے کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ (۲)

س حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتیں اپنی اعلیٰ ذہانت ہی کی بدولت ایسے شخص کو متاثر کرسکتی ہے۔ جس کو اپنی ذہانت پر مکمل اعتماد اور بھروسہ ہو۔ ظاہر ہے کہ ایک فطین اور ذھین شخص کو ذہانت کے بل بوتے پر ایک عام آدمی متاثر نہیں کرسکتا۔ بلکہ اس سے اعلیٰ دماغ اور غیر معمولی ذہانت کا حامل انسان ہی اس کو اپنی ذہانت کے بل بوتے پر متاثر کرسکتا ہے۔

قرآن وحدیث کے درج بالا ارشادات عام عورتوں کی عمومی ذہنی صلاحیتوں کے بارے میں ہے۔ استثنائی حالات میں بعض خواتین غیر معمولی ذہنی صلاحیتوں کی مالک ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک عام طور پر اکثر اور عام سے بحث کرتا ہے۔ (۲)

---

۱)۔ الف : معجم مقاییس اللغۃ زیر لفظ لب

ب : لسان العرب بذیل مادہ حزم

۲)۔ الف : فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱، ص ۳۲۲

۲)۔ تفسیر المراغی ج ۱، ص : ۷۵

اس تمام تفصیل سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ اسلام عورتوں کو دوسرے درجے کی مخلوق نہیں سمجھتا۔ بلکہ حقوق وفرائض میں مرد کے برابر تصور کرتا ہے۔ اس ضمن میں مستشرقین کا یہ پروپیگنڈہ کہ اسلام عورتوں کو ناقص العقل اور دوسرے درجے کی غبی مخلوق سمجھتا ہے۔ سراسر غلط، لغو اور بے بنیاد ہے۔

مراجع ومصادر

1) ۔ (ا)۔ قرآن کریم (ب)۔ تفسیر المراغی، شیخ احمد مصطفی المراغی، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان
2) ۔ صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل (۲۵۶ھ) سعید کمپنی کراچی
3) ۔ الجامع السنن، امام حافظ عبداللہ ابن ماجہ محمد بن یزید القزوینی (۲۷۳ھ) مکتبہ الفاروقیہ ملتان
4) ۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، علی بن محمد ابن حجر العسقلانی داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۸۸ء
5) ۔ لسان العرب، علامہ ابن منظور نشر ادب الحوزہ قم ایران ۱۴۰۵ء
6) ۔ جمہرۃ اللغۃ، ابن درید، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن۔ ۱۳۵۱ھ
7) ۔ معجم مقاییس اللغۃ، ابی الحسن احمد بن فارس بن ذکریا (۲۹۵ھ) شارع ارم مکتبہ اسلامی تہران ۱۴۰۴ھ
8) ۔ تاج العروس من جواہر القاموس
سید محمد مرتضی الزبیدی (۱۲۰۵ھ) دارالفکر للطباعۃ والنشر بیروت لبنان

9).Foundation of Embryology- B.M Pattan, Mc graw Hill Co. London.

10) HUMAN EMBRYOLOGY - PATTAN . B,
BLAKISTON CO. NEW YORK 1948

11) Encyclopeadia Britannica.the University of Chicago,1988, USA

12) An Introduction to Embrology - B.I. Bailansky, Hott Sounders
New York. 1981

13) A short history of Genetic- Dunm. L.C. U.S.A 1965

14). Genetics - Jenkins J.B. Houghton Mifflin, Bostan, 1975.

15) Genetics - Winchester, Har[er nad Row Publisher New York, 1988

16) Human Genetics - E Novitski, Mac Millan Publishing Co.
New york 1977.

17) Genetics in Medicine - Thompson I.S W.B Sounders Co.USA, 1980

18) Medical Embryology - JAN Long man. The William and wilkins

بقیہ

نقطہ نظر
مولانا الطاف الرحمن بنوی
استاذالحدیث جامعہ امدادالعلوم پشاور

پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت

پوسٹ مارٹم انگریزی زبان کا ایک مرکب لفظ ہے جس میں پوسٹ کے معنیٰ ہیں After یعنی بعداور مارٹم کے معنیٰ ہیں Death یعنی موت چنانچہ پورے لفظ کا بامحاورہ ترجمہ بعد الموت یا موت کے بعد ہوگا۔میڈیکل ڈکشنری میں پوسٹ مارٹم کا اصطلاحی مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے:

The Post mortem, Examination of body including the internal organs and structure ofter dissection so as to determine the causes of death or the nature of pathological changes.

یعنی مردہ جسم کو کھول کر اس کے اندرونی اور بیرونی اعضاء کا معائنہ کرنا تاکہ موت کا سبب معلوم ہو سکے۔

مفہوم بالا سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ پوسٹ مارٹم کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔

1- Medicolegal Autopsy 2- Pathological Autopsy

ڈاکٹر سی کے پاریکھ کی انگریزی کتاب

Text Book of Medical Jurisprudence & Texicology Doctor

میں میڈیکولیگل اٹاپسی کی تعریف یوں کی گئی ہے "قانون کے مطابق کسی رجسٹرڈ میڈیکل ڈاکٹر کے ذریعے جسم انسانی کے اندرونی اور بیرونی اعضاء کا معائنہ کرکے موت کا وقت اور وجہ متعین کرنا۔

پیتھالوجیکل اٹاپسی کے ذریعے امراض کی تشخیص اور طبی ترقی کے راستے کھلتے ہیں۔اسکے لئے بھی ہسپتال میں ایک پتھالوجیسٹ ہوتا ہے

پوسٹ مارٹم کی اس ضروری تعریف، تجزیئے اور غرض و غایت کے بیان کے بعد اصل مسئلہ

اس کے حکم شرعی کا ہے ۔ظاہر ہے کہ مردہ اجسام کے چیر پھاڑ کی یہ کاروائی اسلام کے دور اولین بلکہ تدوین فقہ کے زمانے میں موجود نہ تھی۔ قانون کی مدد یا طبی ترقی کے لئے یہ طریقۂ تحقیق بالکلیہ حادث اور دور جدید کی پیداوار ہے ۔ سو اس کا شرعی حکم صراحۃ نہ تو کسی آیت اور حدیث میں بیان ہوا ہے ، اور نہ ہی اصحاب مذاہب نے بعینہٖ اس پر کوئی مثبت یا منفی گفتگو کی ہے ۔ چنانچہ اس کا حکم شرعی معلوم کرنا سراسر قیاسی اور اجتھادی مسئلہ ہے جس میں اس کے مفادات اور مضرات کا معادلہ اور موازنہ کیا جائے گا ۔اور پھر اس کے دوسرے نظائر اور شواہد کی مدد سے اس کے جواز اور عدم جواز کا حکم معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

مملکت سعودیہ عربیہ نے پیش آمدہ مسائل پر بحث و تمحیص کے لئے ہیئۃ کبار العلماءؒ کے نام سے ملک بھر کے بڑے بڑے علماء کا ایک اعلیٰ سطحی بورڈ قائم کیا ہے۔ جس نے اپنے نویں اجلاس منعقدہ ۱۳۹۶ھ میں تشریح جثۃ المسلم یعنی پوسٹ مارٹم کے مختلف اقسام اور ہر ایک کا شرعی حکم اس طرح سے بیان کیا ہے۔

الموضوع ينقسم الىٰ ثلاثة

الاول :التشريح بغرض التحقق عن دعوى جناية

الثانى : التشريح لغرض التحقق عن امراض وبائية لتتخذ علےٰ ضوئه الاحتياطات الكفيلة بالوقاية منها .

الثالث : التشريح لغرض العلمى تعلما وتعليما۔

فبالنسبة الے القسمين اى الاول والثانى فان المجلس يرىٰ ان فى اجازتها تحقيقا لمصالح كثيرة فى مجالات الامن والعدل ووقاية المجتمع من الامراض الوبائية ،ومفسدة انتهاك كرامة الجسة المشرحة مغمورة فى جنب المصالح الكثيرة والعامة المتحققة بذالك ـوان المجلس لهذا يقرر بالاجماع اجازة التشريح لهذين الغرضين ـواما بالنسبة للقسم الثالث وهوالتشريح للغرض العلمى فنظرا الى ان الشريعة الاسلامية قد جاء ت بتحصيل المصالح وتكثيرها وبدرء المفاسد وتقليلها وبارتكاب ادنىٰ الضررين لتفويت اشدهما وانه اذا تعارضت المصالح اخذ بارجحها ـوحيث ان تشريح غير الانسان من الحيوانات لا يغنى عن تشريح الانسان و حيث ان فى التشريح مصالح كثيرة ظهرت فى التقدم العلمى فى مجالات الطب المختلفه فان المجلس يرىٰ جواز

تشریح جثته الآدمی فی الجملة الا انه نظرا الی عنایة الشریعة الاسلامیه بکرامة المسلم میتا کعنایة بکرامة حیا و ذالک لما روی احمد و ابو داود وابن ماجة عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال کسر عظم المیت ککسره حیا و نظرا الیٰ ان التشریح فیه امتهان لکرامة وحیث ان الضرورة الیٰ ذالک منتفیة بتیسیر الحصول علیٰ جثث اموات غیر معصومة فان المجلس یری الاکتفاء بتشریح مثل هذه الجثث و عدم تعرض لجثث اموات معصومین والحال ما ذکر

ہیئۃ کبار العلماء کے اس فیصلے کا حاصل کچھ یوں ہے:

پوسٹ مارٹم کی تین قسمیں ہیں۔ایک وہ جو غیر طبعی موت کے سلسلے میں موت کا وقت، اس کا سبب اور ان دوسرے تفصیلات کو معلوم کرنے کے لئے کیا جاتاہے ،جو قانون کو مطلوب ہوں۔

دوسرے وہ جووبائی امراض کے علل کی دریافت کے لئے کیا جاتاہے۔تاکہ اس کی روشنی میں حفاظتی تدابیر تلاش کیئے جاسکیں۔

تیسرے وہ جو عمومی طبعی معلومات کے لئے تدریسی ضرورت کے تحت روبکار لایا جاتاہے۔

مجلس پہلی دو قسموں میں ان مصالح عامہ کثیرہ کی وجہ سے جواز کا فتوےٰ دیتی ہے جو مجلس کے خیال میں پوسٹ مارٹم کے بغیرحاصل نہیں ہوسکتے۔البتہ تیسری قسم میں مجلس کی فتویٰ کی رو سے مسلمان لاش کی بجائے اس کے لئے کسی غیر مسلم غیر معصوم یعنی کافر غیر ذمی کی لاش کو استعمال کیا جائے۔

ان تینوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ قانونی مدد یا وبائی امراض کے علل کی دریافت کے لئے اسی مقتول یا وبازدہ میّت ہی کا پوسٹ مارٹم مفید ہوسکتا ہے۔ ہر کسی کا پوسٹ مارٹم تو مفید طلب نہیں ہوسکتاہاں عام طبی معلومات کے لیے کسی بھی انسانی لاش کا پوسٹ مارٹم فائدہ مند ہوسکتا ہے۔ لہذا یہ عمومی ضرورت کسی معصوم کی بجائے غیر معصوم سے پوری کی جائے۔ واضح رہے کہ شریعت کی اصطلاح میں معصوم وہ شخص ہے کہ جس کی جان،مال اور آبروشرعی طور پر محفوظ ہو چنانچہ اس لحاظ سے ذمی بھی محفوظ ہے اور غیر معصوم وہ ہے کہ شریعت میں جس کے کسی چیز کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا گیاہو مثلاً حربی کافر۔

ارکان مجلس نے حرمت مسلم حیاً ومیتاً کے شرعی مسئلے کے باوجود پوسٹ مارٹم کی قسمین اولین کے جواز میں ان فقہی جزئیات کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ کہ جن میں چند عمومی مصالح کی بدولت احترام مسلم کے کلیئے سے متنازعہ بین الفقہاء سہی لیکن فی الجملہ استثناء ات روا رکھی گئی ہیں۔

مجلس نے جواز کے فیصلے کا مدار استثناء کے مندرجہ ذیل پانچ مواقع پر رکھا ہے۔

۱) جہاد کے موقع پر اگر کفار نے مسلمین یا اطفال مسلمین کو آڑ بناکر مسلمانوں کا سامنا کیا تو اس حقیقت کے باوجود کہ مسلمانوں کی گولہ باری سے یہ آڑ بنائے ہوئے مسلمان بھی متاثر اور مقتول ہونگے اکثر فقھاء کے نزدیک یہ گولہ باری جائز ہے کیونکہ ایسا کرنے میں مسلمانوں کی فتح اور دین کی سربلندی اور غلبے کی عظیم مصلحت پنہاں ھے

۲) کسی حاملہ عورت کے مرنے کی صورت میں اس کے بچے کی زندگی بچانے کے لئے اکثر فقھاء کے نزدیک اس عورت کے پیٹ کو چاک کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح سے اگر کسی مردہ کے پیٹ میں اپنا یا کسی اور کا نکلا ہوا مال باقی رہ جائے تو اس کے نکالنے کے لئے بھی بعض فقھا کے نزدیک اس کے پیٹ کو شق کیا جاسکتا ہے۔

۳) اگر کسی موقع پر جان کے لالے پڑجائیں اور کسی مسلمان میت کا گوشت کھانے کے سوا سدّرمق کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو کچھ فقھاء نے اس کو بھی جائز بتلایا ہے۔

۴) اگر کسی سمندری سفر میں سواریوں سے لدی ہوئی بحری کشتی یا جہاز اس حد تک بوجھل ہونے لگے کہ سواریوں میں تخفیف کے سوا ڈوب مرنے سے بچنے کے لئے اور کوئی کارگر حیلہ باقی نہ رہے تو رضاکارانہ طور پر یا قرعہ اندازی کے طریقہ سے بعضوں کا سمندر میں کود کرنا مرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔

۵) جہاد اسلامی کی صورت میں دشمن کی آبادیوں پر گولہ باری کو جائز قراردیا گیا ہے۔ حالانکہ عام آبادیوں میں بچے، بوڑھے اور عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ جن کا عام طور پر جنگ کی حالت میں بھی قتل کرنا اسلامی نقطہ نظر سے جائز نہیں۔

معزز علماء کرام! ابھی تک پوسٹ مارٹم کی نوعیت کی توضیح اور اس کے مختلف اقسام کے بارے میں "ھیئۃ کبارالعلماءؒ" کے حوالے سے عام طور پر عالم عرب کے علماء کرام کا نقطہ نظر آپ کے سامنے آگیا۔ کیونکہ سعودی عرب کی طرح مصری علماء کرام کا رجحان بھی جواز کی طرف ہے۔ اب میں آپ کے سامنے اس مسئلے کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالی کی توفیق سے ہر ایک کے بارے میں اپنا نقطہ نظر آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

اس مسئلے کی ایک حیثیت یہ ہے کہ فی نفسہ متذکرہ اغراض کے لئے پوسٹ مارٹم جائز ہے کہ نہیں؟ اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ ہمارے اپنے ملک پاکستان کی مخصوص صورت حال میں پوسٹ مارٹم کا حکم جوں کا توں قابل نفاذ ہے یا اس میں کوئی فرق ہے؟

سو پوسٹ مارٹم کے فی نفسہ جواز یا عدم جواز کے سلسلے میں گو میں عرب علماء کرام کے فیصلے سے قطعی انکار کی گنجائش تو نہیں پاتا لیکن مندرجہ ذیل وجوہ سے اس پر پوری طرح مطمئن بھی نہیں ہوں۔

۱) ہر چند کہ دور جدید میں میڈیکل تحقیقات کا فن اپنی چوٹیوں کو چھو رہا ہے۔ تاہم ان تحقیقات کے نتائج وہ قطعیت پیدا نہیں کرتے جو قصاص اور حدود کی شرعی سزاؤں کے اجراء کے لئے ضروری ہے۔

۲) بلا شبہ انسانی زندگی بہت قیمتی اور اس کی تندرستی سزاوار نعمت ہے۔ لیکن ایک مسلمان کے نقطہ نظر سے اس کی ساری قدر وقیمت کا مدار اس میں موجود خوئے بندگی پر ہے۔ صحت اور مرض دونوں صورتوں میں انہیں کے حسب حال بندگی کے اپنے اپنے وظائف ہیں۔ سو اس لحاظ سے بیماری کوئی اتنا بڑا حادثہ نہیں جس سے بچنے کے لئے سارے شرعی محظورات کو انگیز کیا جاوے۔

۳) واقعتاً قرآن وحدیث سے علاج معالجے کا نہ صرف جواز نکلتا ہے بلکہ اس سلسلے میں ترغیب وتشویق کا پہلو خاصا نمایاں ہے۔ تاہم علاج معالجے میں اتنا مبالغہ کہ جس سے بے شمار دینی مفاسد اور مضرات لازم آئیں شاید مطلوب ومحمود نہ ہو۔

۵) علم طب میں اس ترقی کے باوجود علاج سے صحت کا حاصل ہونا گو درجات میں فرق ہو لیکن پہلے کی طرح بھی ظنی ہی ہے۔ لھذا اس کے لئے شرعی قطعیات کو نظر انداز کرنا قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا۔

۶) دینی نقطہ نظر سے انسان کی دنیاوی زندگی محض مزرعۃ الآخرۃ یعنی آخرت کی کھیتی ہے۔ چنانچہ اس کے لمحے لمحے میں احکام تکلیفیہ سے ابتلاء وآزمائش کا ایک تسلسل رواں دواں ہے۔ ان تکلیفی احکام میں شریعت کا اپنا ایک مخصوص مزاج ہے۔ جس میں زیادہ سے زیادہ سادگی اور فطریت کو باقی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ ہمارے علمائے کرام نے رویت ہلال اور سمت قبلہ کی تعین میں زیادہ فنی اور سائنسی ذرائع کے استعمال کو پسند نہیں کیا ہے کیونکہ ان سے شریعت کے اصل مقاصد کے حصول میں آسانی کی بجائے مزید مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ سو تشریح الجثث میں بھی امور منصوصہ فی الشرع مثلاً تحقیق جرم کے سلسلے میں ایمان وشہادات اور امراض کے سلسلے میں کم خرچ اور بابرکت طب نبوی ؐ کا تعطل اور التواء تو لازم آتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں خوب غور وفکر کرنے کے بعد بھی کوئی واضح اور معتدبہ فائدہ حاصل ہوتا نظر نہیں آتا۔ گو مجھے شدید احساس ہے کہ یہاں موجود اکثر بلند نظر اور روشن خیال سامعین میری اس گفتگو کو یا وہ گوئی ہی قرار دیں گے۔ لیکن میں بعض اپنے اور کچھ دوسرے لوگوں کے تجربات وتاثرات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ

دور جدید کی سائنسی ترقیات سے ہم نے ہر شعبہ حیات میں پایا بہت کم اور کھویا بہت زیادہ ہے۔

حضرات علمائے کرام! پوسٹ مارٹم کے مسلئے پر ان دو طرفہ امکانات کے سامنے آجانے کے بعد اس پر فتویٰ کے انداز میں کوئی بات کہنی ظاہر ہے کہ مجھ جیسے فقہ کے مبتدی طالب علم کے لئے ممکن نہیں سو اس سلسلے میں کوئی قطعی موقف اختیار کئے بغیر میں اس مسئلے کے دوسرے شق کی طرف منتقل ہوتاہوں اور وہ شق یہ ہے کہ ہمارے اپنے ملک پاکستان میں اس کا کیا حکم ہے سو اس سلسلے میں میرادوٹوک موقف یہ ہے کہ یہاں پوسٹ مارٹم قطعاً ناروا اور ناجائز ہے اور اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

جیسے کہ یہ بات کسی سے بھی مخفی نہیں کہ ہمارے ہاں کی ساری حکومتیں اپنی تمام ترتوانائیور اور قومی وسائل کو ملک میں برپا جنگ اقتدار میں جھونکے رکھی ہیں. طب سمیت کسی بھی شعبے میر تحقیق وترقی کی کماحقہ حوصلہ افزائی نہیں ہورہی ہے۔ چنانچہ اولاً تو واقعی ماہرین پیدا ہی نہیں ہوتے۔ ثانیا کچھ لوگ مہارت حاصل کر بھی لیں تو رشوت اور کوٹہ سسٹم کی بدولت عام طور پر ہرجگہ مستحقین سے غیر مستحقین کو اولیت اور اہمیت حاصل ہوتی ہے. اندریں حالات ان کے طبی تجزیوں پر اعتماد کرنا آسان کام نہیں ہے.

۲) اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ ہماری قومی زندگی میں بے حسی، کام چوری اور اپنی منصبی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کا جو ہمہ گیر مرضی پھیل پڑا ہے اس کے پیش نظر کسی بہت بڑے فنی ماہر کے بارے میں بھی یہ اطمینان حاصل نہیں ہوپاتا کہ اس نے میّت کے فنی تجزیے میں تساہل اور تسامح سے کام نہیں لیا ہوگا.

۳) عام طور پر پوسٹ مارٹم کا عملہ غیر ضروری بلکہ دانستہ طور پر اذیت ناک تاخروتعویق سے کام لیتا ہے تاکہ میت کے متعلقین اس عملے کے ہتھے چڑھے ہوئے میّت کو واگذار کرنے کے لئے کوئی نذرانہ وشکرانہ ادا کرے جس سے نہ صرف میّت کی تجہیزوتکفین میں شرعی طور پر مطلوب عجلت فوت ہوتی ہے. بلکہ کفن دفن کے ذمے داروں کے ساتھ ساتھ اس کارخیر میں معاونت کے لئے جمع ہوکر انتظارکرنے والوں کا بھی ناک میں دم کرلیا جاتا ہے.

۴) ان سب سے بڑھ کر بحیثیت مجموعی ہمارے رگ وریشے میں پھیلی ہوئی وہ بے ایمانی اور بددیانتی ہے جن کی بدولت ہم زندگی کے انتہائی سنجیدہ مسائل میں بھی ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتے. سو ڈاکٹر سے لے کر عدالت تک کی رائے کو مختلف طریقوں سے متاثر کرنا روزمرہ کا معمول بن گیا ہے. نتیجتاً پوسٹ مارٹم محض ایک قانونی کاروائی کے علاوہ مزعومہ اغراض میں زرہ بھر مفید نہیں رہا ہے.

معزز سامعین! پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت پر گفتگو کرنے کے بعد جہاں تک اس کے متبادل کا تعلق ہے تو میرے خیال میں تحقیق جرم اور قانونی مدد کے لئے میڈیکولیگل اٹاپسی کی بجائے انہیں سادہ طریقوں پر عمل کیا جائے جو شریعت نے گواہوں اور قسامۃ کی شکل میں متعین کئے ہیں اور وبائی امراض کی تشخیص اور عام طبی ترقی کے لئے پیتھالوجیکل اٹاپسی کی بجائے جلدازجلد اور کم ازکم نقل وحرکت کے ساتھ الٹراساؤنڈ کے استعمال سے ماخوذ نتائج پر اکتفا کیا جائے۔ شریعت کی نظر میں جرائم اور امراض کی سزا اور علاج میں مبالغہ آرائی سے بڑھ کر اس کے اسباب اور دواعی پر قدغن لگانا بہت زیادہ اہم ہے۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

بقیہ از ص ۴۰

ہے۔ اس نظام کو تقریباً سو برس سے بھی زیادہ ہوگئے ہیں۔ لنڈن کے ریلوے سسٹم سے بھی کافی بہتر سسٹم ہے۔ اس شہر کو بنانے والوں آنے والے وقت میں بڑھتی ہوئی آبادی اور ٹریفک کے ہجوم اور وقت کی بچت کا احساس ہوگیا تھا اس لئے انہوں نے سو ڈیڑھ سوسال قبل ہی اتنا شاندار سسٹم ایجاد کیا۔ اس سسٹم کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے یورپ کے دیگر ممالک میں بھی یہی نظام رائج ہوا۔ پورے شہر کے اندر بڑی بڑی عظیم میلوں لمبی سرنگیں کھودی گئیں۔ اور بہت ہی خوبصورت اوروسیع وعریض ریلوے اسٹیشن بنائے گئے، بعد میں اس سسٹم میں مزید ترقی کی گئی۔ آج اگر پیرس اور لنڈن وغیرہ میں چند گھنٹوں کے لیے بھی یہ نظام معطل ہوجائے تو پوری زندگی درہم برہم ہوجاتی ہے۔ ٹریفک کا اتنا رش بڑھ جاتاہے کہ تمام سڑکیں منٹوں میں بند ہوجاتی ہیں۔ میں نے لنڈن میں ریلوے ملازمین کی ہڑتال کی موقع پر لنڈن شہر کی جوحالت دیکھی ہے تو اس کو میں لنڈن کے حالات میں تفصیل سے لکھوں گا۔ الغرض انڈرگراؤنڈ ریلوے سسٹم پیرس شہر کی "جان" ہے۔ اور اسی کی بدولت وہاں پر زندگی برق رفتاری سے رواں دواں ہے۔ میں پیرس شہر کے حالات اور اس کی "زلف دارز" کے بارے میں کہاں تک لکھوں؟ مجبوراً غالب کا شعر مستعار لیتا ہوں؛

تو اور آرائش خم کاکل
میں اور اندیشہ ہائے دور دراز

(جاری ہے)

سفرنامہ یورپ حافظ راشد الحق حقانی

ذوق پرواز

قسط نمبر ۴

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اے اقبال اپنے آپ کو
آپ ہی گویا مسافر آپ ہی منزل ہوں میں

فرانس یورپ کا انتہائی تاریخی اہمیت کا حامل ملک ہے۔ جغرفیائی ، سیاسی، سماجی، عسکری ،نیمی صنعتی ، اقتصادی لحاظ سے یہ ملک ہمیشہ سے ممتاز رہا ہے لیکن اس کی انگلستان کے ساتھ نہیں بنتی۔ اور دونوں طاقتور ممالک میں صدیوں سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ اور دونوں کے درمیان تقریباً سو برس تک لڑائیاں ہوئی ہیں۔ ان اختلافات اور جھگڑوں کو آج تک دونوں فریق نہیں بھولے۔اس کا اندازہ ان دونوں ممالک میں جانے کے بعد ہر کسی کو ہوجاتا ہے۔ میں نے اس تعصب کا کافی مشاہدہ مختلف جگہوں پر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ فرانس جغرفیائی لحاظ سے نہایت ہی قدیم خطہ ہے۔ یہاں انسانی زندگی کے آثار تقریباً ۳۵ ہزار برس سے بھی پہلے ملے ہیں۔ اور یہ تحقیقات و قرائن مختلف تحقیقی ٹیموں اور سائنسدانوں کی ہیں۔ ۵۰ھ ء قبل از مسیح فرانس میں مشرق کی سمت سے قبائل اور مختلف لوگ آنا شروع ہوئے۔ اور یہاں پر رہنے لگے۔ ان قبائل کے چیدہ چیدہ نام یہ ہیں۔

رومن، لاطینی، گال، ڈاکر اور پیرلسیائی نام کے کیلٹک وغیرہ اہم ہیں۔

یہاں بعد میں آنے والے ایک قبیلہ کا نام "فرانکس" تھا۔ اسی قبیلے نے باقاعدہ اپنی زندگی رہن سہن، تہذیب وتمدن کا آغاز کیا۔ اور یہیں پر مستقل سکونت اختیار کرلی۔ آہستہ آہستہ فرانکس سے یہ خطہ 'فرانک' کہلانے لگا۔ اور پھر بعد میں کثرت استعمال سے یہ ملک فرانس کے نام سے جانے پہچانے لگا۔ اور جو آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔ پیرس شہر کی ابتداء دریائے سین کے کنارے آباد ایک چھوٹے سے گاؤں لوٹیشیا سے ہوئی۔ اہل فرانس پیرس کو (پیری) کہتے ہیں۔ اس ملک پر

کئی خاندانوں نے حکمرانی کی ۔ باہر سے بھی لوگ اس پر حکومت کرنے کے لیے آتے رہے ، اور قابض رہے۔ لیکن سب سے زیادہ شہرت اور اقتدار لوئس خاندان کو حاصل ہوا۔ انہوں نے کافی عرصہ تک فرانس پر حکومت کی۔ اپنی قوم پر جس انداز میں انہوں نے حکومت کی اور ظلم وجبر، تشدد، بدمعاشی و قتل وغارت کا بازار کافی عرصہ انہوں نے جاری رکھا۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔

انقلاب فرانس انہی شاہوں کے خلاف اٹھا۔ سولویں شاہ لوئی کو قوم نے گرفتار کیا۔ اور پھر اس کو "کنکارڈ" کے مشہور چوراہے پر برسرعام قتل کیا گیا۔

انقلاب فرانس کا تاریخی پس منظر اور اس کا جائزہ اور اس کے مضمرات اور فوائد انشاء اللہ آگے بیان کروں گا۔

پیرس شہر ہمیشہ سے انقلابیوں کی جنت رہا ہے۔ اس خاک پر بڑے بڑے جرنیل ، ادیب، انقلابی پیدا ہوئے ہیں۔ اور دیگر ممالک سے بھی یہاں آتے رہے ہیں۔ ہمیشہ سے یہاں پر دانشوروں ، شاعروں ، ادیبوں، فنکاروں، مصوروں اور ہنرمندوں کا ہجوم رہا ہے۔ یقیناً دنیا بھر میں پیرس مرکز علوم وفنون ، فن وثقافت ، آرٹ کا گھر رہا ہے۔ بلکہ اب بھی موجودہ زمانے میں یہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ والیٹر ، روسو وغیرہ یورپ کے علم ودانش کے آسمان پر چمکنے والے وہ ستارے ہیں جن کی چمک نے دنیائے عالم کی آنکھوں کو خیرہ کیا۔ میں دریائے سین کے کنارے بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس شہر نے کتنے بڑے بڑے لوگوں کو قریب سے دیکھا ہوگا۔ ماضی قریب میں انقلابات کے لیے ابتدائی کام اور عمل درآمد کا لائحہ عمل اور نقشہ جات کی تیاری اور انقلابیوں کی باہمی مشورے اور ملاقاتیں اور منصوبے یہیں پر تیار ہوئے ہیں۔ انقلاب فرانس جو زیادہ دور کی بات نہیں اور جس نے موجودہ زمانے میں بیشک بہت کچھ بدلا۔ خصوصاً یورپ پر اس کے اثرات زیادہ ہوئے اور دیگر اقوام عالم پر بھی کچھ نہ کچھ اثرات پڑے۔ اسی طرح عالم اسلام کی ایک عظیم اور بڑی ہستی حضرت سید علامہ جمال الدین افغانی مرحوم نے انگریزوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھنے اور ایشاء میں انگریزوں کے مظالم سے اہل یورپ کو براہ راست آگاہ کرنے اور مسلمان ممالک میں اسلامی انقلاب کیلئے اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پر قیام فرمایا۔ حضرت علامہ کابل کے نواحی قصبہ اسد آباد

میں ۱۲۵۴ھ غالباً / ۱۸۳۸ء ، ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ اور آپ قسطنطینیہ میں نظربندی کی حالت میں ۹ مارچ ۱۸۹۷ء کو انتقال کرگئے۔ اور نشانتاش میں دفن ہوئے۔ دسمبر ۱۹۴۴ء میں پورے ۴۷ برس بعد آپ کی نعش کو کابل لایا گیا۔ اور چھ جنوری ۱۹۴۵ء کو پوری شان وشوکت اور اعزازکرم کے ساتھ کابل یونیورسٹی کے احاطے میں دفن کیا گیا۔ آپ کے قریبی ساتھیوں اور شاگردوں میں مصر کی ممتاز شخصیت اور عالم دین شیخ محمد عبدہ کی ہے۔ اس طرح سعدذاغلول ، البصیر کے ایڈیٹر خلیل غانم وغیرہ نمایاں ہیں۔ جنھوں نے پیرس میں حضرت علامہ کا خوب ساتھ دیا۔ حضرت علامہ نے پیرس کا انتخاب خوب سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ کیونکہ اس وقت دونوں ممالک کے درمیان چپقلیش زوروں پر تھیں۔ آپ نے انگلستان کا امیج خراب کرنے اور ایشیائے ممالک کے جذبہ حریت اور ان کی مظلومیت اور دگرگوں حالات سے مغرب کو آگاہ کرنے اور دنیابھر کے مسلمانوں کو آزادی وبیداری کا پیغام دینے کیلئے مشہور عالم عربی اخبار " العروۃ الوثقیٰ " ۱۳ مارچ ۱۸۴۸ء کو پیرس سے جاری کیا۔ آپ کے سحرانگیز قلم سے مسلمانوں کے حالات یورپ میں پہلی دفعہ پہنچے۔ اور مغربی ممالک میں انگلینڈ کے خلاف ردعمل شروع ہوا۔ اس کے علاوہ آپ نے پیرس کے قیام کے دوران بعد میں آنے والے اسلامی ممالک میں انقلابات اور تحریکوں کے لئے کافی کام بھی کیا۔ زمانہ حال میں ہی پیر س میں خمینی نے ایران کے شاہوں کے خلاف یہیں پر کام شروع کیا۔ اور پیرس میں ہی بیٹھ کر اپنی تقاریراور تحریرات خفیہ طور پر ایران بھجوائیں۔ اور اپنے خاص افراد کو یہاں پر ٹریننگ دی۔ اور باالآخر یہ ایران میں بغاوت کرنے میں کامیاب ہوئے۔ تاریخ فرانس کے دواہم ترین کرداراور دو اہم ابواب جن سے فرانس کی تاریخ اور اس کی حیثیت معلوم ہوتی ہے ۔ اور یہ فرانس کے ایسے انمٹ نقوش ہیں جن کو تاریخ کبھی مٹا نہیں سکتی۔ ایک شخصیت جنرل نپولین بونا پارٹ کی تھی۔ اوردوسری بڑی شخصیت جنرل ڈیگال کی تھی۔ سیاست کے عجائبات عالم میں یہ بات بھی بڑی دلچسپ اور باعث غور ہے کہ جمہوریت کے مرکز فرانس کو ہمیشہ فوجی قیادت نے ہی بحرانوں سے نجات دلائی ہے۔ انقلاب فرانس کے بعد جب حالات کونسل کے قابو مین نہیں آئے تو پھر شاہوں کے بعد اسی کونسل نے بھی عوام کا قتل عام دوبارہ شروع کیا۔ اور تقریباً ۴۰ ہزار افراد کو

قتل کرڈالا۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد خراب حالات اور سیاسی صورتحال سے جنرل نپولین نے فائدہ اٹھایا۔ اور اقتدار پر قبضہ کیا۔ ۱۸۰۹ء میں ملک کی بگھڑتی ہوئی صورتحال کو سنبھالا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں بہت زیادہ تبدیلیاں کیں۔ نپولین کے دور میں فرانس کی حدود اور اس کے پایہ تخت میں بہت سے مقبوضہ علاقے شامل ہوئے۔ اور ہر دیس ہر ملک ہر علاقے سے خزانوں اور معدنیات اور مال ومتاع لوٹ لوٹ کر پیرس کو لاتارہا۔ نپولین نے اپنا ایک دستور اور ایک قانون بھی مرتب کیا اور جس کے بعض قوانین آج بھی فرانس میں چل رہے ہیں۔ جنرل نپولین نے عوام میں پذیرائی حاصل کی۔ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس نے پیرس کے مشہور تاریخی گرجے نوٹرے ڈیم میں شہنشاہیت کا دعوی کیا اور یہیں پر اس کی تاج پوشی کی گئی۔

جنرل نپولین بوناپارٹ کے مختصر حالات زندگی:

یہ جنگجو اور فرانس کا مشہور شہنشاہ ۱۵ اگست ۱۷۶۹ء جزیرہ کورسیکا میں پیدا ہوا۔ ۱۵ مئی ۱۸۰۴ء میں فرانس کا شہنشاہ بن گیا۔ اس نے کافی جنگیں لڑیں۔ اس نے عالم اسلام کے خلاف بھی کافی کاروائیاں کیں۔ جس کی تھوڑی تفصیل ہم نے گذشتہ قسط میں بیان کی تھی۔ ۱۸۱۵ء میں یورپین ممالک اور انگلستان نے ملکر اسے واٹرلوہ (بلجیم) کے محاذ پر شکست دی۔ اس نے روس کے خلاف بھی جنگ لڑی اور اس سے بھی شکست کھائی۔ بالآخر اپنے وقت کا ایک بڑا فاتح اور جنرل اپنے پرانے دشمن انگریزوں کی قید میں آگیا۔ اور اسے جزیرہ سینٹ ہلینا میں نظر بند کردیا۔ اسی حالات میں ۵ مئی ۱۸۲۱ء میں یہ انتقال کرگیا۔ اس کی لاش بیس سال بعد ۱۸۴۰ء کو پیرس میں دفن کی گئی۔ اور پیرس کے مشہور قبرستان (Invalieds) میں دفن ہے۔

جنرل ڈیگال فرانس کی نہایت ہی مقبول اور ہردل عزیز شخصیت ہیں۔ انہوں نے ہر مشکل وقت میں فرانس کو باہر نکالا۔ فرانس کی تاریخ میں جنرل ڈیگال کا کردار اس کی جرات مندی، اسکی سیاسی فراست اوراعلیٰ طریقۂ کار حکومت عوام آج تک نہیں بھولے۔ اس کی عظمت کے اعتراف میں پورے فرانس میں اور خصوصاً پیرس میں جنرل ڈیگال کے مجسمہ اور یادگاریں بنی ہوئی ہیں۔ ہر چیز پر اس کی تصویر ہے۔ جس سے اندازہ ہوتاہے ان کی شخصیت کا۔ جنرل ڈیگال کی شہرت کا سکہ

آج بھی قائم ودائم ہے۔

جنرل ڈیگال کو جدید فرانس کا بانی کہا جاتا ہے اور فرنچ لوگ اس کو اپنا نجات دہندہ کہتے ہیں۔ ڈیگال نے ملک میں پانچویں جمہوریت نافذ کی۔ اور پرانا دستور منسوخ کر کے ایک نیا دستور اسمبلی سے منظور کرایا۔ جنرل ڈیگال نے سیاست میں عجیب طرح کا کارنامہ سرانجام دیا۔ جب پہلی دفعہ اس کے اقتدار اور اسکی پالیسیوں سے اختلاف ہونے لگا تو اس نے ازخود اقتدار چھوڑ دیا اور اپنے گاؤں میں گمنامی کی زندگی گزارنے لگا۔ بالآخر جب فرانس کے سیاسی حالات حد سے زیادہ خراب ہوگئے اور فرانس کی نوآبادیاتی کالونیوں میں ہلچل، بغاوتیں اور شورشیں حد سے زیادہ ہونا شروع ہوئیں تو فرانس کے عوام اور اسکے سیاستدانوں نے جنرل ڈیگال کو دوبارہ اقتدار سنبھالنے کے لیے آمادہ کیا۔ جنرل ڈیگال نے قوم کی پیشکش کو قبول کیا اور فرانس کو دوبارہ ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ اس نے امریکہ اور برطانیہ جو کہ دوسری جنگ عظیم میں اس کے حلیف تھے ان کو بھی خاطر میں نہیں لایا۔ اور ۱۹۵۷ء میں امریکن فوج کو پیرس سے نکل جانے کا حکم دیا۔ پھر اس نے ۱۹۶۳ء میں یورپین مشترکہ منڈی میں برطانیہ کی شرکت کو نامنظور کر کے ویٹو کر دیا۔ جنرل ڈیگال نے ایک دفعہ کہا تھا کہ "میں ہی فرانس ہوں" بالآخر کچھ عرصہ بعد اس کے خلاف پھر سیاسی فضاء خراب ہوئی۔ تو دوبارہ اپنی رضامندی کیساتھ اقتدار سے دستبردار ہوگیا اور اپنے وزیراعظم جارجز بوسیدو کو اقتدار سونپ دیا۔ اور دوبارہ اپنے گاؤں کو چلا گیا۔ فرانس کے لوگ آج تک اس کو نہیں بھولے۔

دریائے سین کے کنارے میں انہی سوچوں اور ماضی کی ورق گردانی میں ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ وقت کا احساس ہی نہ رہا۔ میں ایفل ٹاور سے اپنے ہوٹل کی جانب رواں ہوا۔ واپسی میں بھی وہی مشکلات پیش آئیں۔ جن کا ذکر میں کئی بار کر چکا ہوں۔ خیر اپنے علاقہ میں پہنچ گیا اور اپنے اس مہنگے ترین ہوٹل سے کسی درمیانی ہوٹل کی تلاش میں سرگرداں ہوا۔ راستہ میں ایک پاکستانی دکان سے ہوٹل کے بارے میں مشورہ لیا۔ اور ایک اہل وطن نے اس غریب الدیار کا تھوڑا سا ساتھ دیا۔ اسی علاقے میں ایک دوسرے ہوٹل میں پہنچا۔ یہ ہوٹل ایک فرینچ جوڑے کا تھا۔ جو انتہائی ضعیف تھا۔ ان کا ہوٹل بھی انہی کی طرح پرانہ ضعیف اور بوسیدہ تھا۔ لیکن پھر بھی غنیمت تھا قیمت میں۔ مجھے

ہوٹل میں دوسری منزل پر کمرہ مل گیا۔ اپنے سامان سمیت اوپر کی منزل پر پہنچ گیا۔ تو اچانک بوڑھی عورت نے مجھے اپنے ہوٹل میں رہنے کا حق دینے سے انکار کر دیا۔ کہ میں کسی صحافی کو اتنے زیادہ سامان کے ساتھ جگہ نہیں دونگی۔ میرے مترجم نے اس 'جابر' اور 'سنگ دل' 'جلاد صفت' خاتون کا 'نیا فرمان' مجھے سنایا۔ تو پاؤں سے زمین نکل گئی۔ کہ اب دوبارہ کسی اور نئے ہوٹل کی تلاش کرنے کا سخت مرحلہ درپیش آئے گا۔ میں نے ہر چند اپنی بے" زبانی" کے باوجود اپنی بساط کے مطابق سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ ایک 'اجنبی مسافر' کو 'دیار غیر' میں کن 'ناکردہ گناہوں' کی پاداش میں 'جلاوطنی' (نقل مکانی) کی 'سزا' سنائی جارہی ہے۔ لیکن وہ 'ستم گر' جوڑا راضی نہ ہوا۔ اور وہاں سے اپنے پیشہ (صحافت) کے ساتھ نکل گیا۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہوکر تیرے کوچے سے ہم نکلے

بعد میں میرے مترجم نے بتایا کہ تم نے رجسٹر میں اپنا پیشہ صحافت کیوں بتایا؟ یہ لوگ صحافیوں سے چڑتے ہیں کہ ہمارے ہوٹل کی خراب حالت بیان کریں گے۔ میں نے اپنے مترجم کو چلتے ہوئے اس جوڑے کے متعلق 'مذاق' کہا کہ دونوں میاں بیوی انقلاب فرانس کے زمانے کی پرانی باقیات ہیں۔ ان کو تو" آثار قدیمہ" کے حوالے کر دینا چاہیے۔ مترجم نے میرے پیغام کو لفظ بالفظ بلکہ مبالغہ کے ساتھ ان کو سنایا۔ دونوں میاں بیوی میرے پیچھے پڑ گئے۔ اور کافی دیر تک میری فرنچ میں" غیبت" ہوتی رہی۔ آخر کار بڑی مشکل سے ہوٹل پہنچ گئے۔

راہ میں مسکن کبھی ہے اور کبھی صحرا کے بیچ
خانۂ الفت ہو ویراں تجھکو آبادی کہاں؟

اس ہوٹل کا کرایہ بھی کافی تھا۔ ایک کمرہ تقریباً دو ہزار روپے میں صرف رات کے قیام کا تھا۔ ناشتہ کھانا وغیرہ اس میں شامل نہیں تھا۔ بالآخر کمرہ لے ہی لیا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ مجھے کمرہ ہوٹل کے پانچویں فلور پر ملا تھا۔ اور اس میں لفٹ کا انتظام بھی نہیں تھا۔ تمام سامان کو خود کئی مراحل میں پانچویں منزل تک لے گیا۔ اتنی مشکلات اور تھکاوٹ کے بعد جب کمرہ کھولا تو معلوم ہوا کہ میں پیرس سے

اچانک پنڈی کے پیرودائی اڈے کے کسی "مسافر خانہ" میں پہنچ گیا ہوں۔ چھت کی لکڑیاں ٹوٹی ہوئیں پردوں میں سوراخ تھے۔ پلنگ پر پرانی داغدار نپولین کے زمانہ کی چادر اور انتہائی کرھیہ بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ اسی وقت میں نے منیجر سے رجوع کیا کہ اس سے کوئی اچھا کمرہ نہیں ہے تمھارے ہوٹل میں ؟ بالآخر سب سے اچھا کمرہ مزید پیسہ دے کر مل گیا۔ وہ بھی اتنا بہتر نہ تھا۔ زہر کا تلخ گھونٹ پی کر کمرہ میں گھس گیا۔ منہ ہاتھ دھویا، لباس تبدیل کیا۔ اوراس "عقوبت خانہ" سے فوراً نیچے تازہ ہوا میں واپس آگیا۔ مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ ہوٹل عروس البلاد پیرس میں ہی واقع ہے۔ اب میری اگلی منزل دنیا کے سب سے بڑے قصر دنیائے عالم کے سب سے بڑے میوزیم، دنیاکے منفردو ممتاز اور شہکار ترین عمارت "دی لورے" تھی۔ بس کے ذریعہ اس علاقہ میں پہنچ گیا لیکن محل کا نام ونشان نہیں تھا۔ ہر کسی سے دی لورے کے بارے میں پوچھتا رہا لیکن کوئی بھی مجھے جواب نہیں دے رہا تھا۔ آخر کسی دوسرے سیاح سے انگلش میں بات کی تو اس نے بتایا کہ تم فلاں فلاں راستے سے پہنچ جاؤ۔ لیکن تم راستے میں فرنچ لوگوں سے لودر نہیں بلکہ لورے کے بارے میں پوچھو تو پھر وہ آپ کو راستہ دکھائینگے۔ میں فرانس والوں کے تعصب پر مزید حیران ہوتا چلاگیا جو اپنی زبان کے الفاظ کا کتنا خیال کرتے ہیں۔ ہر چیز کو اپنی زبان میں پکارتے ہیں۔ اور انگلش لفظ وغیرہ کوجانتے ہوئے بھی "تجاہل عارفانہ" سے کام لیتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ اچھا کرتے ہیں کہ برا؟ فرنچ زبان میں ژے کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ ہر وقت ژوژاں کرتے ہیں۔ اس طرح نون عین شین کا استعمال بھی بہت کرتے ہیں۔ بہرحال میں کافی راستہ طے کرنے کے بعد دی لورے میوزیم کے اطراف میں پہنچا۔ یہ عمارت کچھ اس انداز سے بنائی گئی ہے کہ اس کی صحیح تصویر کشی اور اسکے حسن و جغرفیہ کوالفاظ میں نہیں ڈھالاجاسکتا۔ صرف اور صرف اپنی آنکھوں سے یہ محل اور میوزیم دیکھنے کے قابل ہے۔

بارہویں صدی عیسوی میں PHILLIPPE AUGUSTE نے پیرس کے مشہور دریاسین (Seen) کے کنارے ایک بہت بڑا قلعہ تعمیر کیا تھا جسے بعد میں De- LOUVRE کا نام دیا گیا۔ بعد میں اس قلعہ کے ساتھ ساتھ مزید تعمیرات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ کئی عمارتیں بنیں اور کئی ٹوٹیں چودھویں صدی میں چارلیس پنجم نے اس جگہ کو شاہی خزانہ کے طور پر بھی استعمال کیا۔ اور خود بھی

یہی پہ مقیم رہا۔ اور ایک عظیم الشان لائبریری قائم کی۔ ۱۵۴۶ء میں FRANCOTS نے ان تمام پرانی عمارات کو گرا دیا اور از سرنو ایک نئے انداز سے ان محلات کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کے بعد دیگر شاہان فرانس نے یہاں پر وقفہ وقفہ سے تعمیرات کا سلسلہ جاری رکھا۔ خوصاً ہنری پنجم ہنری ہشتم اور ہنری پنج دہم نے کافی تعمیرات کیں۔اس شاہی عمارات میں سے ایک عمارت کو سولھویں صدی میں آرٹ گیلری بنادیا گیا۔ اور دنیائے جہان کے خوبصورت مصوری کے فن پاروں کو یہاں رکھا گیا۔ یہ تمام قیمتی ترین پینٹنگز اور شہکار فن پارے نپولین بوناپارٹ نے مقبوضہ علاقوں سے چھین کر اور لوٹ کر اس میوزیم میں رکھوائے تھے۔ اس میوزیم میں ایک محتاط اندازہ کے مطابق تقریباً ۴ لاکھ مصوری کے شہکار، پینٹنگز اور مجسمے اور دیگر نادر نوادرات محفوظ ہیں۔ اس عمارت میں دنیاجہان کی اور بڑی بڑی اقوام اور سلطنتوں کی ثقافت اور تہذیب کے آثار موجود ہیں۔ مثلاً سب سے زیادہ مصری فراعنہ کی ممیاں، بت، سکے، سامان ظروف، سامان جنگ اور دیگر مختلف آثار نمایاں ہیں۔ یہ سب چیزیں نپولین کے دور میں مصر پر قبضہ کے دوران وہاں سے لوٹی گئیں تھیں۔ اسی طرح یونان، روم کی ثقافت بھی یہاں پر کافی ہے۔ ایشیا اور برصغیر کی متعدد اشیاء بھی یہاں پر محفوظ ہیں۔ دراصل فرانسیسیوں نے جہاں بھی حکومت کی تو وہاں سے قیمتی اشیاء اپنے ملک میں ساتھ لاتے رہے۔ فرانس کے علاوہ انگریزوں نے بھی ہندوستان بلکہ ساری دنیا سے سامان اور دیگر قیمتی اشیاء لوٹ لوٹ کر اپنی تجوریاں بھریں۔ یہاں تک کہ میں نے لنڈن کے شہرہ آفاق "برٹش میوزیم" میں جہانگیر کے مقبرے کے سنگ مرمر کی تختی کو بھی دیکھا۔ یہ ظالم اس کو بھی اپنے ساتھ اکھیڑ کر لانے تھے۔

ع لو وہ مٹا رہے ہیں نشان مزار بھی

خیر برٹش میوزیم کے تفصیلی حالات انگلستان کے ذکر میں لکھونگا۔

الغرض اس "کارخانہ حیرت" میں تمام کائنات کی اشیاء کو انتہائی خوبصورتی اور سلیقہ سے سجایا گیا ہے۔ لودر میوزیم میں کئی بڑے بڑے مجسمہ سازوں کے شہکار موجود ہیں۔ خصوصاً مائکل اینجلیو کے مجسمے بہت ہیں۔

جب میں محل کے پچھلے دروازے سے اندر داخل ہوا۔ یہ کئی بلاک پر مشتمل اور کئی ایکڑ پر پھیلاہوا محل ہے۔ میں مختلف مراحل ، مختلف دروازوں ، میدانوں ، احاطوں کے بعد جب درمیانی مقام پر پہنچا تو حیران رہ گیا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ درمیان والا احاطہ سٹیڈیم کے گراؤنڈ سے بھی بڑا تھا، یہ محل کا صدر مقام تھا۔ احاطے کے بیچوں بیچ خوبصورت فوارے، پانی کے پھواریں برسارہے تھے اور پانی کی گرنے سے ایک ساز کی سی آواز فضامیں سنائی دے رہی تھی۔ کئی ہزار سیاح درمیان والے احاطے میں سرگشت کررہے تھے۔ میری طرح حیرت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے منقش درودیوار انتہائی بارعب مجسموں اور مختلف دیوتاؤں اور بڑے بڑے فوجی جرنیلوں کے مجسمے محل کے بلند وبالا حصوں اور چبوتروں پر نصب تھے۔ احاطے کے درمیان احرام کی صورت میں شیشہ کے تین بڑے دیوہکل شوکیسے بنائے گئے ہیں۔ جو رات کو تیز روشنی میں ایک عجیب منظر پیش کرتے ہیں۔ ان بڑے بڑے شیشوں سے آپ نچلی منزل کو اوپر سے باآسانی دیکھ سکتے ہیں۔ یہ عظیم اور بڑے شیشوں کے مینار زمانہ حال میں تعمیر کیئے گئے ہیں۔ اس محل کی آخری بار تزمین وآرائش ۱۹۷۵ء میں ہوئی۔

میں میوزیم کے نچلے حصہ میں جانے کے لئے قطار میں کھڑا ہوا۔ باآلآخر کافی صبرواتنظار کے بعد نیچے پہنچ گیا۔ تو دیکھا کہ نیچے زیر زمین ایک خوبصورت "شہر نوآباد" تھا۔ مختلف خودکارزینوں کا جال ہر جانب پھیلاہوا تھا۔ چند لمحے میں تو یوں محسوس ہوا کہ "میٹرو" کے کسی بڑے اسٹیشن پہ اتر گیا ہوں۔ اتنے زیادہ سیاحوں کی بھیڑ کسی تاریخی جگہ پر پہلی دفعہ دیکھ رہا تھا۔ ٹکٹ لیا اور "نامعلوم سیمتوں" میں "عہدگذشتہ" کی یادگاروں ، شاہوں کے "عشرت کدوں" اور مختلف اقوام کی ثقافتی آثاثوں کی تلاش میں "سرگرداں" ہوا۔

ع زرا عمر رفتہ کو آواز دینا

میوزیم کی حفاظت اور دیکھ بھال اور سیکورٹی سسٹم انتہائی قابل تعریف تھا۔ خودکار ویڈیو کیمرے ہر جانب لگے ہوئے تھے۔ جو ہر کسی کے حرکات وسکنات کو محفوظ کررہے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ ہر بلاک میں دو تین سیکورٹی والے بھی خاموش "بتوں" کی مانند کھڑے دیکھ بھال کررہے تھے۔ ان

لوگوں کی "پراسرار خاموشی" اور "جمود" کا اثر شاید بتوں کے ساتھ رہتے رہتے ان پر بھی ہوگیا تھا۔ میں نے اس میوزیم کے مختلف تہ خانے اور متعدد گیلریاں دیکھیں۔ اب میں دوسری منزل پر گیا جہاں پر ہزاروں پینٹنگز (PAINTINGS) لگی ہوئی تھیں۔ آرٹ گیلری اپنی تصویروں کے اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی گیلری شمار ہوتی ہے۔ اس "نگارخانے" نے تو اپنے ہوش وحواس اڑا دیئے۔ اتنی بڑی اور لمبی دیوقامت پینٹنگز اس خوبصورتی سے بنائی گئی تھیں کہ مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ تصاویر ہیں بلکہ ہر لمحہ تصویروں کو دیکھتے ہوئے محسوس ہورہا تھا کہ ابھی اسی وقت کوئی شخص کوئی فوجی، کوئی گھڑسوار زندہ جاوید تصویر میں سے نکلے گا؟ اس شہر "تصویر بتاں" کے حسن اور ماحول نے بہت متاثر کیا۔ پورے پورے عہد کو مصوروں نے رنگوں کے ذریعے محفوظ اور پیش کیا تھا۔ کئی تو جنگی تصاویر تھیں۔ ان میں فوجی سپاہی، قتل وغارت کے مناظر تھے۔ چند پینٹنگز مسلمانوں اور عیسائیوں کی جنگوں کی تھیں۔ اور متعصب مصوروں نے تصاویر میں مسلمانوں کو کمزور ثابت کیا تھا۔ چند تصاویر شاہی خاندان کے افراد کی بھی تھیں۔ اور چند تصویروں میں کلیسا اور اس وقت کے ظالم پادریوں کے مظالم بھی پیش کئے تھے۔

چند بڑے مصوروں کے نام جن کی تصاویر یہاں پر اہمیت کی حامل ہیں۔ مثلاً

جے ایل ڈیوڈ (J. L. David)

دوسرے مشہور مصور CHARLES LE BRUN اور E. MURILLO اور D VELASOUE وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا کی شہرہ آفاق اور نادر پینٹنگ مونا لیزا MONA LISA کے مصور LEONARDO DEVINCI قابل ذکر ہیں۔

میں گیلری کے اس حصے میں چلا گیا جہاں پر دیوار پر ایک بڑے شیشہ کے فریم میں مونا لیزا کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ اور سینکڑوں سیاح اس کی تصاویر اتار رہے تھے۔

> میری تصویر میں رنگ اور کسی کا تو نہیں
> گھیر لیں مجھ کو سب آنکھیں میں تماشا تو نہیں

یہ تصویر دنیا بھر میں بہت ہی مشہور ہے اور کچھ تو فرانسیسیوں نے جان بوجھ کر اسکی بہت ہی پبلسٹی اور تشہیر کی ہے تاکہ سیاح زیادہ سے زیادہ یہاں پر آئیں۔ یہ ایک عورت کی پینٹنگ

ہے اور بنانے والے نے اسکی تصویر کچھ اسطرح بنائی ہے کہ اسکی مسکراہٹ "ضرب المثل" بن گئی۔ بعض لوگ تو تصویر دیکھ کر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ رورہی ہے۔ خیر ہم اس بحث میں الجھنا نہیں چاہتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مصورین پر اللہ کی لعنت ہے۔ میوزیم کے اس حصہ میں میں چلا گیا جہاں پر بادشاہوں کے زیر استعمال جواہرات سے مرصع قیمتی ظروف اور سنگ مرمر نیلم یاقوت کے کام والے میزیں اور کرسیاں تھیں۔ انتہائی قیمتی اور بارعب تاج تھے، جواہرات اور انگھوٹیاں تھیں، اور ایسے ایسے زیورات دیکھے کہ پہلے نہ آنکھوں نے دیکھے تھے اور نہ کانوں نے سنئے تھے۔ خصوصاً اس محل کے چھتوں پر ایسا نقش ونگار، کشیدہ کاری اور جاذب نظر تصاویر اور خوبصورت مجسمے، اور قیمتی ماربل والے پیلرز اور ستون دیکھنے کے قابل تھے۔ میں شاہوں کے 'خلوت کدوں' اور 'دیوان خانوں' کو پامال کرتا ہوا میوزیم سے باہر نکلا تو معلوم ہوا کہ تین چار گھنٹے تک ماضی کے ناقب 'میں صرف ہوئے لیکن پھر بھی میں نے بہت کم حصہ دیکھا۔ اس میوزیم کے بارے میں ایک انگریز سیاح مصنف نے لکھا ہے کہ کم سے کم آٹھ دن میں اس کو دیکھا جاسکتا ہے۔ چار دن تو میں نے فرانس میں نہیں گزارے تھے تو میوزیم میں اتنے دن کیسے گزار سکتا تھا۔ بہرحال میں واپس ہوا۔ باہر سڑک پر تیز گاڑیاں تھیں اور فٹ پاتھ پر ہم جیسے پیدل سیاح ـ ـ ـ ـ

عروس البلاد پیرس شہر۔

حسن وجمال نزاکت ، لطافت ، نفاست، جدت، سبزہ وشادابی ، ترقی وتعمیر ، علوم وفنون ، آرٹ، فنون لطیفہ ، فیشن اس مجموعہ کا نام پیرس ہے۔ اس خوبصورت شہر کے مختصر سے مختصر حالات بھی اگر لکھوں تو یقیناً دو تین قسطیں اس شہر کی تاریخ اور مدح وذم کیلئے ناکافی ہوں، لیکن طوالت کے خوف اور قارئین کے عتاب سے ڈرتا ہوں۔ مختصراً اس شہر کے بارے میں چند جملے لکھتا ہوں۔

اس شہر کو اسلئے عروس البلاد یعنی (شہروں کی دلہن) کہتے ہیں ۔ کہ یہ روشنیوں ، خوشبوؤں ، رعنائیوں اور رنگوں کا شہر ہے۔ فنون لطیفہ اور آرٹ کا مرکز ہے۔ دانشوروں ، ادیبوں، شاعروں، انقلابیوں، فنکاروں، موسیقاروں، مختلف تہذیبوں ، تمدنوں اور بڑی بڑی تحریکوں کے روح رواں رہنماؤں کا شہر ہے۔ فنون لطیفہ کے 'دل دادہ افراد' کا گھر ہے۔ اس کو شہر" خوباں "بھی کہتے ہیں۔ ہر

جانب سرسبزوشاداب باغات ، جگہ جگہ چھوٹے بڑے درخت ، درمیانی شہر میں دریائے سین کا بہتا ہوا پانی ، عالی شان اور کشادہ سڑکیں ، خوبصورت فوارے ، تاریخی مقبرے ، بڑے بڑے مکانات ، عظیم محلات ، تاریخی میوزیم ، جدید انداز کے بنے ہوئے شاپنگ سنٹرز ، خوبصورت وضع دار بارعب سنجیدہ لوگوں کا شہر پیرس ہے۔ نفاست میں پوری دنیا میں تن تنہا دعویدار ، صفائی میں بے نظیر۔ پیرس شہر کو ہمیشہ سے فیشن میں ساری دنیا پر برتری حاصل ہے۔ بلکہ ہر فیشن کا ابتدائی گھر پیرس ہی ہوتا ہے۔ واقعتاً پیرس فیشن وثقافت میں دنیا کے لئے ایک "ٹکسال" کا درجہ رکھتا ہے۔ پیرس ہمیشہ سے دنیا کے تمام شعبوں میں ممتاز رہا ہے۔ اس کی بنیاد سترھویں صدی میں لوئیس چاردہم نے رکھی تھی۔ اس وقت شاہ نے اپنی تہذیب اور کلچر کو پورے یورپ میں خوب پھیلایا۔ کامل سو برس تک اس نے ہر جگہ اپنی ثقافت کے لیے خوب محنت کی۔ اور لوگوں میں یہ تاثر پھیلایا کہ اہل فرانس ہی فیشن وثقافت کے موجد ہیں۔ پیرس میں ہر نئے لباس ہر ڈیزائن اور ہر قسم کا جوتا اور خصوصاً اس کی عطریات پرفیوم سپرے بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین کے بناؤ سنگار کے سامان (میک اپ) وغیرہ اور صابن ، شیمپو یہاں کی تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ پیرس شہر میں مشہور فیشن کے چند ادارے یہ ہیں :- ڈائر ، **شینٹ**، لارینٹ ، شپرر ، لارشے ، لورہ بجز ، سیدوز ، ہرمیس وغیرہ وغیرہ اہم ہیں۔ پیرس شہر کو تقریباً بیس ضلعوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ فرانس کی کل آبادی کا پانچواں چھٹا حصہ پیرس میں رہتا ہے۔ اور اس شہر کا رقبہ تقریباً ۴۰ کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ اس شہر کو سب سے پہلے جدید انداز میں بلکہ موجودہ شکل وصورت میں تبدیل کرنے کا سہرا نپولین سوم کے سر پر ہے۔ اور اس نے شہر کو خوبصورت صاف اور باقاعدہ نقشہ سے تعمیر کرنے کے لیے "پیرن ہوسمین" کو مقرر کیا۔ جس نے نہایت ذمہ داری اور قابلیت کی بدولت اس کو بہتر بنایا۔ اور بالآخر یہ چھوٹا سا "توشیا" گاؤں عروس البلاد پیرس بن گیا۔ شہر کے اندر لوگوں کی اکثریت زیر زمین ریلوے سسٹم (میٹرو) کے ذریعے سفر کرتی ہے ، کیونکہ یہ سفر آسان رہتا ہے۔ آدمی منٹوں میں زیر زمین سسٹم کی بدولت۔ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ نہ گاڑی کھڑی کرنے کا مسئلہ ہوتا ہے نہ ہی سرخ اشاروں پر جھنجلاہٹ اور کوفت محسوس ہوتی ہے۔ پیرس کا یہ سسٹم دنیا کا سب سے پرانا اور بڑا

بقیہ ص ۲۷ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

مولانا نفیس احمد حقانی
مرکز العلوم اسلامیہ راحت آباد

جنسی جرائم اور میڈیا

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ علیٰ سیدالمرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ الھادین وعلیٰ من تبعھم الی یوم الدین۔

پرسکون زندگی کا انحصار پرامن معاشرہ پر ہے اور پرامن معاشرہ کا مدار پراگندہ خیالات سے پاک وصاف ذہن پر ہے اس لئے قرآن کریم نے ذہن کی صفائی کو خاص اہمیت دی ہے برائیوں سے منع کرنے میں قرآن مجید کا عام طرز یہ ہے، کہ براہ راست جرم سے انسان کو منع کرتا ہے مثلاً ناپ تول میں کمی سے منع کرتے ہوئے فرمایا!

ولاتنقصوا المکیال والمیزان (ھود ۸۴)

ترجمہ:- اور تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو۔

لیکن جو جرائم سنگین نوعیت کے ہوتے ہیں اور جنکے ارتکاب سے اسلامی معاشرہ بحیثیت مجموعی مجروح ہوتا ہے ان سے روکتے وقت قرآن کریم ایسا بلیغ طریقہ اپناتا ہے کہ جرم کے ساتھ ساتھ اسکے اسباب سے بھی ممانعت واضح ہوجاتی ہے، ان جرائم میں ایک قبیح جرم زنا ہے اسکے متعلق ارشاد ہوتا ہے ولاتقربوالزنیٰ (الاسراء ۳۲)

ترجمہ:- اور زنا کے قریب مت جاؤ۔

یعنی زنا کا ارتکاب تو درکنار اسکے اسباب میں مبتلا ہونا بھی گناہ ہے

اس فعل قبیح کا سب سے بڑا بلکہ واحد سبب ذہن کی پراگندگی ہے اسلئے شریعت اسلامی نے مسلمانوں کا ذہن پاک رکھنے کا خاص اہتمام فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ٥ (الآیہ)

ترجمہ:- آپؐ کہہ دیجئے مسلمان مردوں سے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

یہاں بھی ناطق کتاب نے عام طرز سے ہٹ کر مردوں اور عورتوں کو الگ الگ صیغوں سے

مخاطب کیا۔ کہ شرمگاہ کی حفاظت آنکھ کی حفاظت پر موقوف ہے۔ کیونکہ شہوانی خواہشات میں ہیجان کا اولین سبب بدنظری ہے۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس قبیح فعل کا پہلا سبب نظر بازی بتایا۔ بخاری شریف جلد ثانی کتاب الاستئذان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

فزنی العین النظروزنی اللسان النطق والنفس تمنی وتشتهی والفرج یصدق ذالک ویکذبه۔

ترجمہ:۔ پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے، اور نفس خواہش اور تمنا ہے اور شرمگاہ اسکی تصدیق یا تکذیب کرتا ہے۔ کسی شاعر نے اس حدیث شریف کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے بتدریج اس فعل قبیح کے مراحل کا نقشہ کھینچا ہے۔

نظرة فابتسامة فسلام وکلام فموعد فلقاء

(۳) فقہ اسلامی کی عظیم کتاب الھدایۃ کے جلد دوم کتاب الحدود میں ایک مسئلہ مذکور ہے۔

والذی یروی انه تذبح البهیمة وتحرق فذالک یقطع التحدث به ولیس بواجب

یعنی کوئی بدبخت انسان اگر کسی چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے تو اسکی جو بھی سزا شریعت میں مقرر ہے وہ تو اپنی جگہ، اس حیوان کو بھی استحباباً مار کر جلایا جائے گا تاکہ اس کو دیکھ کر مسلمانوں کا ذہن اس فعل قبیح کی طرف التفات نہ کرے اور اس کا ذہن پاک وصاف رہے۔

ان سب دلائل سے یہ بات واضح ہوئی کہ ذہن کی پراگندگی ہی جنسی جرائم کا سبب ہے۔ لیکن دوسری طرف ہماری میڈیا (خاص کر T.V اور اخبار) اس حساس مسئلے کے احساس سے عاری ہے۔ اور دن رات پاک معاشرہ کے فساد میں مصروف ہے۔

جب تک مسلمان کا ذہن صاف ہو تو ایک پاک اور پرامن معاشرہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس میں ایمان اور اخلاص کا جذبہ پورے تلاطم کے ساتھ کارفرما ہوتا ہے۔ وہ ناقابل شکست ہوتا ہے۔ کوہ ثباتی کا مظاہرہ کرنے لگتا ہے۔ آسمان کی بلندیاں اسکے ہمت کی زد میں ہوتی ہیں۔ وہ الحاد کے طوفان کا رخ موڑنے لگتا ہے۔ بے دینی کے سیلاب کے سامنے سینہ سپر رہتا ہے۔ دین سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سد ذی القرنین ثابت ہوتا ہے۔

لیکن جب اس کا ذہن گندہ ہوجاتا ہے اور اس کے دل میں میل آجاتا ہے تو عزت کے آسمان سے ذلت کی گہرائیوں میں گرنے لگتا ہے۔ اسکے ارادے پست ہوجاتے ہیں ہمت مرجھا جاتی ہے۔ وہ طوفان کا رخ موڑنے کے بجائے خود ہوا کے دوش پر اڑنے لگتا ہے۔ حمیت اسلامی

اور غیرت ایمانی میں انحطاط آجاتاہے۔ اور سب سے بڑا نقصان یہ کہ اس انمول سرمایہ کے ضیاع کا احساس بھی اسکو نہیں رہتا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتارہا

یقیناً اس حقیقت کی تہہ تک اغیار پہنچ چکے ہیں۔ اسلئے وہ مسلمانوں کو تیز وتیغ کی بجائے الحادزیغ سے زیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے واقعات سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں کہ جنمیں اہل حق کے صاف ذہن اور ایمان پر حملہ کیاگیاہو۔ اختصاراً صرف ایک واقعہ کا ذکر ضروری سمجھتاہوں۔

تاریخ کی مستند ترین کتاب " البدایہ والنھایہ" جلداول صفحہ ۳۲۲ پر حافظ ابن کثیرؒ ایک عبرت آموزواقعہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو جب قوم جبارین کے ساتھ جہاد کا حکم ملاتو جبارین اپنے ایک نہایت متقی ، پرہیزگار اور مستجاب الدعوات بزرگ بلعم بن باعوراء کے پاس آئے۔ اور اس کو حضرت موسیٰؑ کے خلاف بددعاکرنے پراکسایا۔ پہلے تو وہ نہ مانا لیکن جبارین کے بےحداصرار اور مال کے انبارکے سامنے وہ اپنے مضبوط ارادہ کو برقرارنہ رکھ سکااور حضرت موسیٰؑ کے خلاف بددعاپر آمادہ ہوا۔ بدعاکرتے وقت زبان منہ سے باہر نکلی اور سینہ تک لٹک گئی باوجود کوشش کے یہ اپنی زبان واپس اپنی جگہ نہ لے جاسکا۔ قرآن کریم نے کتے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے عبرت انگیز انداز سے اسکاذکرکیاہے۔

مثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث اوتتركه يلهث

ترجمہ:۔ پس مثال اسکی مانند مثال کتے کی ہے ۔ اگر تو اس پر بوجھ رکھے تب بھی ہانپے یااسکو چھوڑ دے تک بھی ہانپے ۔ (الاعراف ۱۷۶)

جب یہ سمجھا کہ دنیااور آخرت تو تباہ ہوہی گئی تو جبارین کو ایک شیطانی چال بتائی کہ حسین عورتوں کو حضرت موسیٰؑ کی فوج میں بھیج دو اور بنی اسرائیل جو کچھ بھی انکے ساتھ کرناچاہیں یہ انکار نہ کریں ۔ بنی اسرائیل گناہ میں مبتلاہونگے اور خدائی مدد سے محروم ہوجائینگے۔ ایسا ہی ہوا کہ بنی اسرائیل کا ایک سردارزمری بن شلوم گناہ میں مبتلاہوا،جسکے نتیجہ میں طاعون کی وباپھیلی

فكان جملة من مات فى تلك الساعة سبعين الفاً"

یعنی ۷۰ ہزار فوجی اسی وقت ہلاک ہوئے۔ یہ عظیم نقصان ذہنی پراگندگی کے نتیجہ میں ہونے والے گناہ سے وقوع پذیر ہوا۔

اہل باطل نے فحاشی کو ہمیشہ مستقل جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ روسیوں نے مسلمان فوج کے خلاف یہ ہتھکنڈہ استعمال کیا تھا۔ محمد بن قاسمؒ کے فوج کے خلاف ہندوؤں نے یہ چال چلایا تھا اور پاکستانی فوج کے خلاف بھی یہ حربہ اپنایا گیا تھا۔

ذلت روس جہاں امریکہ اور یورپی اقوام کی خوشی نقطہ عروج کا بوسہ لینے لگی وہاں انکو اپنی عزت کے زمین بوس ہونے کی فکر بھی دامن گیر ہوئی۔ یہ حقیقت انکے ذہن میں ڈھل گئی کہ مسلمان اگر اپنے فولادی عزم سے ایک سپرپاور کے ٹکڑے کر سکتا ہے تو انکے ایمانی قوت کے ہوتے ہوئے دوسرے سپرپاور کے سلامتی کی کیا ضمانت ؟

لہذا حفظ ماتقدم کے طور پر یہاں بھی دشمنان اسلام نے وہی ابلیسی چال چلایا۔ فحاشی پھیلانے کا ایک مکروہ منصوبہ بنایا اور اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے موئثر ترین ذریعہ "میڈیا" کو استعمال کیا۔ پہلے مرحلہ میں فحش تصاویر اور فحش مواد پر مبنی لیٹریچر اسلامی معاشرہ میں پھیلا گیا۔ دوسرے مرحلہ میں V.C.R. کی لعنت مسلمانوں پر مسلط کی گئی۔ انفرادی طور پر جب مسلمانوں کا ذہن خراب کرنے میں یہ لوگ کامیاب ہوئے تو PTV اور ڈش کے ذریعے اجتماعی حیثیت سے مسلمان معاشرہ پر فحاشی کی یلغار کی گئی۔ مشرقی اقدار اور روایات کے امین پاکستانی معاشرہ میں بگاڑا اور انتشار کا سب سے بڑا ذمہ دار P.T.V اور N.T.M. ہے۔

پاکستانی ڈرامے نام اور فنکاروں کے کام کی حد تک تو مختلف ہوتے ہیں مگر اسلامی معاشرہ کے ستیاناس کرنے میں سب ایک ہی چال چلتے ہیں۔ لڑکا لڑکی کے ساتھ کیسے ناطہ جوڑے، رکاوٹ آنے پر کیا کیا جائے، ماں باپ اس ناجائز تعلق پر ناراض ہوں تو کیسے راضی کئے جائیں بصورت دیگر ان سے بغاوت کا کیا طریقہ ہے۔ یہ سب باتیں کسی بھی ڈرامہ سے باآسانی سیکھی جاسکتی ہیں۔
(کئی ایک واقعات میں مرکزی کردار یہ اقرار بھی کر چکے ہیں کہ ہم نے یہ سب کچھ T.V سے سیکھا ہے)

ڈرامہ کے فرضی کرداروں کو پھر معاشرہ میں حقیقی جامہ ملتا ہے۔ اور صائمہ کیس جیسے بے شمار واقعات رونما ہوتے ہیں۔ جنمیں عزتمند باپ اور عزتمند خاندان کی ناموس خاک میں مل جاتی ہے۔ ایسے واقعات سے مغرب کا دلدادہ طبقہ خوب خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور مادہ پرست خوب خوب پیسہ کماتے ہیں۔ نئے مغرب کی دامن گیر عاصمہ جہانگیر اور تسنیمہ نسرین جیسے سیماب صفت

بقیہ صفحہ ۷۴ پر

مطیع الرحمن عوف ندوی

مصر میں شیطانی فرقہ ایک نئے فتنہ کی داغ بیل

یوں تو اسلامی ممالک میں آئے دن نت نئے مسائل، فتنے اور اخبارات و رسائل کی شہ سرخیوں میں جگہ پانے والے حادثات ہوتے ہی رہتے ہیں جو مغربی ذرائع ابلاغ اسلام کے سلسلہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے بہتر ذریعے ثابت ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی اسلامی ممالک کے امن وامان کو درہم برہم کرنے اور برسراقتدار افراد کو ملک کے استحکام کے بجائے دیگر امور میں اپنی توانائیاں صرف کرنے پر مجبور کرتے ہیں، لیکن ادھر چند سالوں سے مصر کے اندر اس طرح کے واقعات نے کچھ زیادہ ہی شدت اختیار کر رکھی ہے اور حکومت آئے دن اس طرح کے مسائل سے دوچار رہتی ہے۔

دو سال قبل مصر میں ایک کوریائی تنظیم نے قاہرہ میں ایک ڈرامہ شروع کیا تھا جو قیامت کی آمد اور مسیح علیہ السلام کے نزول اور دیگر منحرف عقائد کا حامل تھا، اور جس نے پورے ملک کے اندر بدامنی وانتشار پھیلا رکھا تھا، ابھی مصری حکومت نے اس تنظیم پر قابو پایا ہی تھا کہ اہرام مصر اور سورج کی پوجا کرنے والوں نے ملک میں ایک نئے فتنے کو جنم دیا۔ اور ایک بار پھر حکومت ان کے خلاف کاروائیوں اور ملک میں اس سے پیدا ہونے والے اثرات سے نمٹنے کے لئے کمربستہ ہوگئی۔ لیکن ادھر چند دنوں کے اندر مصر کے اندر جو کچھ پیش آیا وہ حد درجہ حیران کن، اور عجیب وغریب فتنہ ہے، خبروں کے مطابق وہاں ایک نیا فرقہ وجود میں آیا ہے جو شیطان کی پرستش کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کھلے عام نافرمانی کرتا ہے۔ اس فرقہ کی پرستش کا طریقہ یہ ہے کہ اس فرقہ کے افراد ہر قسم کے گناہوں کا ارتکاب اپنا فریضہ سمجھ کر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس طرح شیطان ان سے راضی ہوتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ شیطان زبردست طاقت وقوت کا مالک ہے، یہ لوگ منشیات کے استعمال اور جنسی انارکی اور دیگر گناہوں کو ثواب سمجھ کر اپناتے ہیں کہ اس سے ان کے خدا" شیطان" کے دل کو تسکین ہوتی ہے۔ تنظیم کا نام بھی انہوں نے " شیطان کے بندے" رکھا ہے۔ اس تنظیم کے بیشتر ارکان مصر کے بعض شہروں کے نوجوان ہیں جن میں اکثر بااثر، تعلیم یافتہ اور اہم عہدیداروں کے بیٹے ہیں، اس سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی عمر ۱۶ سے ۲۵ سال کے درمیان ہے۔ ان کے مطابق ۲۵ سال کی عمر میں موت ہونا یقینی ہے۔ اگر کوئی اس تحریک کا فرد اس عمر کو پار کر جائے اور خدا نخواستہ زندہ بچ جائے تو اسے

تنظیم کی رکنیت سے سبکدوش کر دیا جاتا ہے۔

اب تک کی تحقیقات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اب تک ۲، طالب علم اور، طالبات اس میں شامل ہیں، جو امریکن یونیورسٹی قاہرہ میں زیر تعلیم ہیں۔ جن میں ۲۵ کے خلاف حکومت مصر نے گرفتاری کا وارنٹ جاری کر دیا ہے۔

تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کا مسلسل کیسٹ، ویڈیو فلم اور بعض لٹریچر کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے، جو اس تنظیم کے لوگ دیگر ممالک سے کرتے ہیں۔ یہ چیزیں ان لوگوں کے ذریعہ آتی ہیں جو برابر امریکہ اور یورپ کا سفر کرتے رہتے ہیں۔ اس تنظیم کی ظاہری علامت (مونوگرام) یہ ہے کہ اس کے متبعین اپنے خاص جلسوں میں ایک خاص قسم کا سیاہ رنگ کا لباس زیب تن کرتے ہیں، جس میں معکوس صلیب کی تصویر (شیطان کی علامت) کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس میں زنجیریں پڑی ہوتی ہیں اور اس کی شکل کچھ اس طرح ہوتی ہے کہ وہ ایک کھوپڑی کے مانند معلوم ہوتی ہے۔ اور موسیقی فرقوں میں اس تنظیم کا بھی ایک گروپ ہے جس کے بارے میں معلوم ہوا کہ تنظیم کے شرائط کے مطابق گانوں پر مشتمل وہ رقص و سرود کی خاص محفلیں سجاتے ہیں۔ یہ مجلس بھاپ کے ماحول سے پر ہوتی ہے۔ اور اس کے شرکاء اس قدر رقص کرتے ہیں کہ تھک تھک کر گر پڑتے ہیں۔ درمیان میں وقفہ وقفہ سے وہ منشیات بھی استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد ایک نیم برہنہ نوجوان لڑکی کے جسم پر خنزیر، مرغی یا بچھو کو ذبح کرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے اسطرح اسکا جسم خون سے لت پت ہوجاتا ہے۔ اور یہ اسے شیطان کے حضور نذر کرتے ہیں۔

دیگر ممالک میں رہنے والے اس تنظیم کے ارکان خصوصاً صدر دفتر امریکہ اور صہیونی آبادیوں سے مسلسل رابطہ کے لئے "انٹرنٹ" کا سہارا لیتے ہیں جو براہ راست ان کے مابین رابطہ کا سب سے زیادہ سہولت والا ذریعہ ہے، اس کے علاوہ سیاحت کے بہانے صہیونی اراکین بھی آتے جاتے رہتے ہیں، جو اس تنظیم کو فروغ دینے کے لئے مسلسل کوشاں و سرگرداں رہتے ہیں۔ مصری باشندے اور ذمہ داران اس فتنہ سے بہت زیادہ خوفزدہ اور پریشان ہیں اور اس کے تدارک اور خاتمہ کے لئے فکر مند ہیں۔ ان کے نزدیک اس سے اخلاقی کردار کی پستی بڑھتی جائے گی، اور ملک میں امن وامان کا فقدان ہوتا جائے گا۔

دوسری جانب اے۔ ایف۔ پی نے ۲۷ جنوری ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں اس نئی تنظیم کے بارے میں ایک خبر شائع کی ہے اور اس نے اس کے ذمہ دار کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"مصری حکومت نے اس فرقہ کے خلاف کاروائی شروع کردی ہے اور اس سے وابستہ افراد کوجوزیادہ ترنوعمرلڑکے ہیں، پکڑاجارہاہے۔ ان نوجوانوں کا تعلق خوشحال خاندانوں سے ہے، مصری میڈیا میں آج کل اس کی خبریں گرم ہیں، سرکاری حکام توصرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ان نوعمروں کو الحادودہریت کاشکاربنایاجارہاہے اوریہ نظریہ باہرسے آیاہے۔ البتہ حکومت مخالف موقف رکھنے والے اخبارات کاکہناہے کہ مصرکے نوجوانوں کو بے راہ رواوربدکرداربنانے کی صہیونی سازش ہے اور اسرائیلی حکومت اس فرقہ کی خوصلہ افزائی کررہی ہے۔ اسلامی حلقوں کی رائے ہے کہ کچھ عرصہ سے اسلامی ذہن کے خلاف یورپ کے اشارے پرکی جانے والی کاروائیوں، مغربی میڈیااور اسرائیلی ثقافتی پروگراموں کو کھلی چھوٹ دینے کا نتیجہ ہے۔ نیز غیرجمہوری نظام اور جبروتشدد بھی اس کا ایک سبب ہے کہ مصرکی کوئی نظریاتی سمت نہیں ہے۔

★★★★★★★★★★★★★★

بقیہ ص ۴۴ سے

خواتین ایک حشربرپاکردیتی ہیں اور اسلامی معاشرہ اور اقدار پر کفریہ وار کرنے میں بھرپور بے حجابی کامظاہرہ کرتی ہیں۔

اس ناقابل معافی اور ناقابل تلافی جرم میں ہمارے اخبارات بھی برابر کے شریک ہیں۔ کہ وہ تھوڑے سے دنیاوی فائدہ کی خاطران مغرب پرستوں کے ساتھ معاشرہ بگاڑنے میں پورا پورا تعاون کرتے ہیں۔ معمول کے واقعات کو عجوبہ کے طورپر پیش کرتے ہیں۔ مادر پدر آزاد مغربی معاشرہ کے علمبرداروں کے بیانات سحرانگیز سرخیوں، دلچسپ جملوں اوردلفریب تصاویر کے ساتھ فرنٹ پیج پر چھاپتے ہیں۔ انہی کاروائیوں نے خاندانی نظام کو تباہی کے کنارے پر لاکھڑاکیا۔ بے حیائی کو فیشن کاروپ دیا۔ چنانچہ اب شریف زادے اورشریف زادیاں حیاء سے دامن چھڑانے کے لئے بے تاب نظر آرہے ہیں۔ انفرادی گناہوں کے بعد اب اجتماعی ابروریزی جیسےانسانیت سوز جرائم ہونے لگے ہیں۔ بلاشبہ یہ سب کچھ ہمارے ذرائع ابلاغ کے ناجائز ڈراموں، حیاسوز واقعات کی تشہیراور برہنہ فلمی تصاویر کے سرعام نمائش کا نتیجہ ہے۔
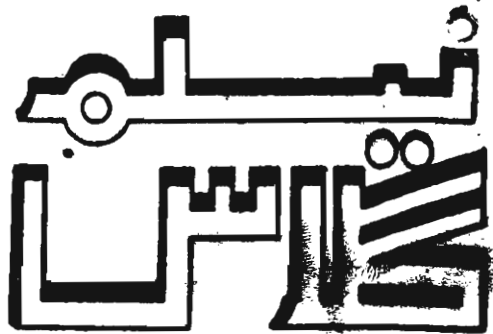
+++++++++++++++++++

رفتگان

مولانا حبیب اللہ نعمانی (ہزارہ)

مولانا غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ

مداجانے زمین کے سینے میں مدفون کتنے دفینے بغیرکسی ڈکار لیئے ہضم ہو گئے ہیں۔جن میں بڑے بڑے نقیاء واولیاء بھی ہیں۔ اسی طرح بڑے منصب دار شاہ و گدا بھی ہیں۔ایسے ایسے پنے خان جو کہ بزعم ویش ناقابل شکست ہستیاں تھیں۔ لیکن ان کی شکستہ قبریں اس پر گواہ ہیں کہ "کل نفس ذائقۃ الموت" ایک اٹل حقیقت ہے ۔ اس سے کوئی مفر نہیں ۔ اس حقیقت کے سامنے سرتسلیم خم کرنے والے مولانا غلام سرور مرحوم بھی ھیں۔ جو کہ 1996ء کے آخری سورج ڈھلتے وقت افق زندگی پر دنیا ومافیھا سے روپوش ہو گئے۔

یعنی ۳۱ دسمبر ۱۹۹۶ء کو ساڑھے چار بجے دن اپنے خالق حقیقی کو پیارے ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ الھم اغفرہ وارحمہ مرحوم تعریف کے لیے کسی زبان یا قلم کے محتاج نہیں کیونکہ وہ اوصاف حمیدہ کا پیکر اور جانے پہچانے شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دین ودنیا ہر دو حیثیتوں سے نوازا تھا۔ دنیاوی دولت وثروت کے لحاظ سے علاقے کے نامور جاگیرداروں میں شمار ہوتے تھے۔لیکن عاجزی وانکساری میں اپنی مثال آپ تھے۔ غرور وتکبر کو کبھی قریب پھٹکنے نہیں دیتے تھے۔۔ دنیاداروں کی طرح آن بان نہ نازونخرے بلکہ ہمیشہ فقیرانہ وزاھدانہ زندگی بسر کی۔ علمی میدان کے ایسے شہسوار تھے ۔ کہ منقولات اور معقولات ہردوفنون پر دسترس رکھتے تھے۔ خصوصاً حکمت ریاضی میں توامام کا درجہ رکھتے تھے۔ دور دراز سے شائقین علوم آ کر مرحوم سے استفادہ کرتے رہتے تھے۔ لیکن بایں ہمہ مرحوم میں سمندر کی خاموشی تھی نہ کہ ندی نالوں کا شور۔

ع کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جسکا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

عملی آئینہ میں وہ ایک عابد وزاھد نظر آرہے تھے۔ ہمیشہ قائم اللیل اور اکثر صائم النہار رہتے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک تھے۔ ہمہ وقت ذکر وفکر وتلاوت میں منہمک رہتے تھے۔ ازیں سبب روزے اور نماز کی حالت ہی میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

ع۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ولادت :-

مولانا غلام سرور ولد اکبر خان قوم سواتی پٹھان ایک دور افتادہ وپسماندہ علاقہ آلائی (ہزارہ) کے گاؤں بنہ میں تقریباً ۱۹۱۵ء کو ایک جاگیر دار خاندان میں پیدا ہوئے۔ جاگیر دارانہ خاندان ہونے کے ناطے مرحوم کے اھل خاندان دنیاوی معاملات کی گتھیاں سلجھانے میں مستغرق رہتے تھے۔ لیکن مرحوم کے والد محترم کی دیرینہ خواہش تھی کہ میری اولاد میں کوئی بچہ عالم دین بن جائے۔ چنانچہ ہر بیٹے پر حصول تعلیم کیلئے کوشش کی گئی۔ لیکن ہر کوشش نقش بر آب ثابت ہوئی۔ ایک فرزند ارجمند مولانا سکندر مرحوم عالم دین تو بن گئے لیکن عنفوان شاب میں داغ مفارقت دے گئے۔ بالآخر سب سے چھوٹا جگر گوشہ جو کہ ازل سے اس نیک مقصد کیلئے چنا گیا تھا وہ عالم دین بنکر آسمان علم کا چمکتا دمکتا تارہ بن گیا۔ جسکو دنیا مولانا غلام سرور کے نام سے جانتی ہے۔

تعلیم :-

ناظرہ قرآن کریم اپنے والد ماجد سے پڑھا۔ مزید تعلیم کے حصول کے لیئے بچپن ہی میں گھر بار چھوڑ کر ایبٹ آباد چلے گئے۔ جہاں مولانا محمد عالم مرحوم نوگرامی ثم کشمیری سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ تقریبا دس بارہ سال مولانا محمد عالم کے زیر سایہ ایبٹ آباد، احمد آباد اور مقبوضہ کشمیر میں رہے۔ اکثر فنون کی کتب ان سے پڑھیں۔ ساتھ ہی اپنے استاد کی بیحد خدمت کی۔ جسکی برکت سے مرحوم کے علم وعمل کو چار چاند لگ گئے۔ اس کے بعد تعلیمی پیاس بجھانے کیلئے ایشیا کی عظیم درسگاہ دارالعلوم دیوبند تشریف لیگئے۔ ۱۹۴۵ء میں داخلہ لیا۔ داخلے کا امتحان مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لیا۔ ھدایہ کا امتحان لینے کے بعد مولانا کاندھلوی مرحوم نے فرمایا۔ آپ کی استعداد بہت اچھی ہے۔ اس لیے باقی کتابوں میں امتحان لیئے بغیر داخلہ دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں دورہ حدیث کیا اور فاضل دیوبند کے اعزاز سے مشرف ہو کر ترویج دین کے کام میں شاغل وشاغف ہوگئے۔

اساتذہ کرام :-

ابتدائی فنون از مولانا محمد عالم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔ توضیح تلویح از مولانا عبدالخالق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد از مولانا محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ میبذی، رسالہ قطبیہ، طحاوی از مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ریاضی از مولانا محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ۔ مشکوۃ۔ از مولانا عبدالسمیع رحمۃ اللہ علیہ۔ صدرا، مسلم از مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ ابوداؤد از مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ۔ نسائی ابن ماجہ از مولانا فخر الحسن صاحب، بخاری شریف، ترمذی شریف از شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

علمی خدمات :-

مولانا مرحوم تین سال تک یعنی ۱۹۵۱ء تک دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر احمد آباد میں مدرسہ انوارالعلوم کے صدر مدرس رہے۔ ۱۹۵۲ء میں جب وطن واپس تشریف

لائے تو اپنے گاؤں میں تشنگان علوم دینیہ کی پیاس کو اپنے علم وعرفان کی شراب سے بجھاتے رہے۔ دور دراز سے طلباء آکر اکتساب فیض کرتے رہے۔ قابل رشک بات یہ ہے کہ بغیر کسی معاوضے کے پڑھاتے رہے۔ اور زیادہ تر ان طلباء کو اپنے گھر سے کھلاتے پلاتے۔ مزید برآں اپنے چاروں فرزندوں کو علماء دین بنایا۔ سب سے بڑی خدمت تو یہ کی کہ لاکھوں روپے کی مالیت زمین ایک دینی ادارے کے لئے وقف کردی۔ جسکا انتظام وانصرام اب انکے فرزند کر رہے ہیں۔ فی الوقت ناظرہ، حفظ اور درجہ رابعہ تک کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ تقریباً بارہ (۱۲) اساتذہ کرام تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تعمیری کام بھی مسلسل جاری وساری ہے۔ امید ہے کہ مستقبل قریب میں یہ شمع فروزاں پورے علاقے کیلئے مینارہ نور ثابت ہو گا۔ جسکی ضیا پاشیوں سے ہر سو روشنی ہی روشنی ہو گی۔

سیاسی خدمات :-

مرحوم چونکہ مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔ اس لئے سیاسی جذبات سے سرشار تھے۔ اپنے علاقے میں انہوں نے جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا۔ چونکہ قبائلی علاقہ تھا۔ اس لئے خوانین علاقہ غریب عوام پر گونا گوں مظالم ڈھاتے تھے۔ مرحوم علاقہ کے غریب ومظلوم عوام کی اشک شوئی اور ظالموں کی استیصال کیلئے کوشاں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۰ء میں جب عام انتخابات کا موقع آیا تو محمد ایوب خان آف آلائی کے مقابلے میں جمعیت علماء اسلام کے نامزد امیدوار مولانا عبدالحکیم مرحوم اس میدان کارزار میں کود پڑے۔ اور مقامی علماء کرام کے تعاون سے ایوب خان آلائی کو ایسی شکست فاش دی۔ کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آیا۔ اب خوانین کے دل حسد کی آگ سے بھر گئے اور اس آگ کو بجھانے کیلئے انہوں نے ظلم کی چکی میں پسے ہوئی عوام پر مزید مظالم ڈھاکر انتقامی کاروائیاں شروع کیں۔ مخالفین کے کئی مکانات نذر آتش کردیئے۔ کافی افراد کو آپس میں لڑوا کر انکی زندگیوں کے چراغ گل کردیئے۔ غرض یہ کہ علاقے میں چارسو ظلم وستم کا بازار گرم کردیا۔ ان مظالم کو دیکھ کر مولانا غلام سرور حاجی محمد ایوب شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ایوب تیلوسی مرحوم، حاجی شمس الرحمن، مولانا رحیم اللہ مرحوم، مولانا شیر افضل، مولانا عتیق اللہ اور دیگر زعماء جمعیت ایک وفد کی شکل میں مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں راولپنڈی جاکر حاضر ہوئے اور داستان ظلم ان کے سامنے پریس کانفرنس کرتے ہوئے پیش کیا۔ جوکہ تمام موقر اخبارات نے شہ سرخیوں سے شائع کیا۔ دوسرے دن مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ صدر یحیٰ خان سے ملے۔ اور تمام روائیداد انہیں گوش گزار کیا۔ صدر یحیٰ کا دل ایسا پسیجا کہ اس نے فوری طور پر فوج کو آرڈر صادر فرمایا کہ علاقہ آلائی کی قبائلی حیثیت ختم کرکے براہ راست حکومت پاکستان کے زیر کنٹرول کریں۔ چنانچہ ۱۲ فروری ۱۹۷۱ء کو حکومت پاکستان کا جھنڈا علاقہ آلائی میں لہرایا گیا اور یوں ستم زدہ عوام خونخوار خوانین کے چنگل سے آزاد

ہو گئے۔ گویا یہی علماء کرام ان مظلوم عوام کے لئے نجات دھندہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خوانین نے علاقے کی قبائلی حیثیت برقرار رکھنے کے لئے مختلف حربے استعمال کیئے کافی ہاتھ پاؤں مارے لیکن انکے عزائم خاک میں ملکر خائب وخاسر رہ گئے۔ غریب عوام خوانین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے قابل ہو گئے۔ ۱۹۷۷ء کے الیکشن میں مولانا غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ نے خود صوبائی سیٹ پر الیکشن لڑا۔ لیکن وہ پورا الیکشن ہی دھاندلی کی نذر ہو گیا۔ مرحوم مرتے دم تک ان ظالموں سے برسرپیکار رہے۔

وفات حسرت ایام :-

مرحوم بلڈ پریشر کے مریض تھے۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۶ء کو آپ روزے سے تھے۔ نماز عصر کے لئے کھڑے ہو گئے تین رکعتیں ادا کرنے کے بعد آپ پر اچانک فالج کا حملہ ہوا۔ دیگر نمازی انہیں مسجد سے اٹھا کر گھر لے آئے۔ آپ کی زبان پر ماثورہ دعائیں جاری تھیں۔ جسکے بعد آپ بے ہوش اور دائمی خاموش ہو گئے۔ انہیں فوری طور پر مقامی ہسپتال منتقل کیا گیا۔ پھر دوسرے دن وہاں سے کمپلیکس ہسپتال ایبٹ آباد لائے گئے۔ ڈاکٹروں نے کافی کوشش کی۔ لیکن بلا تو ٹل سکتی ہے۔ قضا کو کون ٹال سکتا ہے بالآخر ۳۱ دسمبر ۱۹۹۶ء کو انکی روح خلد بریں کی سمت پرواز کر گئی۔ اور یوں علاقہ آلائی دیوبند کی آخری نشانی سے محروم ہو گیا۔ اللھم اغفرہ وارحمہ۔

پسماندگان :-

مرحوم کے پسماندگان میں ایک بیوہ ایک بیٹی اور چار فرزند شامل ہیں۔ مولوی سمیع اللہ، مولوی حبیب اللہ نعمانی، مولوی حافظ انوار الحق، مولوی سراج الحق، چاروں فرزند علوم دینیہ وعصریہ سے روشناس ہیں۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے فارغ التحصیل ہیں۔ اور درس وتدریس کے شغل میں مشغول ہیں۔ خواہش پدری یعنی جامعہ اسلامیہ آلائی کی تعمیر وترقی کیلئے کوشاں ہیں۔ تا کہ شمع فروزاں رہے اور اسکی روشنی چار دانگ عالم میں پھیل جائے۔ خداوند قدوس انکا حامی وناصر ہو۔ آمین رب العلمین۔

Co. Baltrmore USA. 1975

19) The Developing Human - Keith L Moore W.B. Sounders Co. London, 1983

20) Eexual differances in the Brain and the effect of XY chromosomes on Physical and Mental development Mavshal Johnson A research paper presented in an international conference held at Islamic University Islamabad in 1987

****

افکار و تاثرات

بحرانوں سے نجات کا واحد راستہ

محترم مولانا سمیع الحق دامت برکات اللہ علیکم

ہم پھر بحران کا شکار ہیں۔ کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدہ یعنی پاکستان کو اسلام اور اسلامی قدروں کے فروغ سے مثالی مملکت بنانے سے صرف نظر کیا پڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے وعدہ خلافی کرنے والے اقوام کو نہیں بخشا جاتا۔ آپ کیوں نہیں صدر پاکستان کو تجویز دیتے کہ ملکی سلامتی اور ترقی صرف اس بات پہ منحصر ہے کہ ہم پاکستان میں صلوٰۃ قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف پورے طور پر راغب ہوجائیں۔ ملک کے آئین اور تمام کاروبار حکومت اور عوام کو قرآن کے حکم کے ماتحت لے آویں۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو بحران ہی ہماری قسمت بن جائیں گے اور ہم بہرے، لنگے اور اندھے افراد کی طرح حق نہیں پاسکیں گے۔ نہ صرف حکومت بلکہ علماء نے بھی قوم سے غداری کی ہے۔ ہماری وہ آوازیں جو کہ نظام اسلام اور مصطفیٰ کے لیے اٹھی تھی۔ اب تو ہم اسلام کی مخالفت میں مغرب سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ اور نہ صرف پاکستان بلکہ دوسرے مسلمان ممالک افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کی کوشش وکاوش کے خلاف ہیں۔ بلکہ ان ممالک کے خلاف روس اور بھارت سے مشورے کررہے ہیں۔ کہاں ہے او آئی سی؟ انہوں نے آج تک افغانستان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔

میں چاہتا ہوں کہ افغانستان جاؤں۔ کیا اس بارے میں مجھے رائے دے سکتے ہیں۔ جو بھی وفد وہاں جائے مجھے بھی اس میں شامل کرلیا جائے۔ اسلام کو ہماری کوئی ضرورت نہیں ہمیں تو اپنی عزت اور آزادی کے واسطے اسلام کی ضرورت ہے۔ 50 سال گزرنے کو آئے ہیں اور ہمارے معاشرے اور ادارے کی قدریں ہندو معاشرے کے قریب تر ہوگئے ہیں۔

خیر اندیش

رئیر ایڈمرل (ریٹائرڈ) محمد اسحاق ارشد
ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی

تبدیلی نظام کا انقلابی راستہ

عزیرم مولانا راشدالحق سلمہ اللہ تعالیٰ — حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ آپ بخیر وعافیت ہونگے فتح کابل کے موقع پر آپ سے پہلی دفعہ تفصیلی ملاقات ہوئی تھی اور آپ کو دیکھ کر امید پیدا ہوئی تھی کہ انشاء اللہ آپ اپنے نامور جدمکرم رحمہ اللہ تعالیٰ اور محترم والد دام ظلہ کے صحیح جانشین بنیںگے دو مہینے سے میرے نام "الحق" آنا شروع ہوچکا ہے غالباً آپ ہی نے کرم فرمایاہے۔ تقریب دستاربندی کے موقع پر بھی کرم فرماکریادکیا تھا۔ لیکن بندہ اپنی مشغولیات کی بناء پر شرکت کی سعادت سے محروم رہا، اب جب ذیلقعدہ کارسالہ ملاتو ایک دن سبق کے انتظار میں بیٹھے خالی وقت سے فائدہ اٹھاکر "الحق" پڑھنا شروع کیا۔ اور آپ کا تحریر کردہ اداریہ بعنوان " موجودہ حکومت اور علماء سے چند گذارشات " پڑھا۔ پڑھ کر دل سے دعائیں نکلیں اورایک ایک سطر پڑھتے ہوئے میں نے یہ جاناکہ گویایہ بھی میرے دل میں تھا۔ بندہ علماء کے مختلف مجامع میں تقریباً پانچ سال سے ان خیالات کا اظہار کررہاہے کہ ہم نے پچاس سال مغربی جمہوریت اور پارلیمانی سیاست کے گناہ بے لذت میں ضائع کئے اور اگر پچاس سال اور بھی ضائع کرلیں تو نتیجہ حسب سابق بالکل سابق سے بھی بدترہوگا۔ کیونکہ شرسے کبھی خیر برآمد نہیں کیا جاسکتاہے۔ اور نجاست سے کبھی طہارت حاصل نہیں کی جاسکتی ہے۔ ہم عوام کے اجتماعات میں تو شدومد سے کہتے ہیں کہ ہم چہرے نہیں نظام کو بدلنا چاہتے ہیں لیکن عملاً ہم آج تک چہرے بدلنے والی سیاست کررہے ہیں۔ اور نظام کو بدلنے کے لیے جس انقلابی سیاست کی ضرورت ہے اس سے ہم سب کوسوں دورہیں۔ نہ ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انقلابی سیاست سے سبق سیکھا اور نہ اپنے اردگرد کے انقلابات سے کچھ حاصل کیا۔ میں تمام اکابر سے پوچھتارہاہوں کہ مجھے دنیا کا وہ انقلاب بتلادیجئے چاہے وہ خیر کا ہویا شر کا، حق کا ہویا باطل کا کہ جو ووٹ اور پارلیمانی جمہوری سیاست کے ذریعہ سے دنیا میں آیا ہو۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انقلاب جو یقیناً ایسا انقلاب تھا جس نے دنیا کا نقشہ اورجغرافیہ تک تبدیل کیا، ووٹ کے ذریعہ آیاتھا؟ انقلاب فرانس اور انقلاب چین کیا ووٹ اور پارلیمانی جمہوری سیاست کے ذریعے دنیامیں لائے گئے تھے؟ کیا خمینی کا انقلاب ایران اور طالبان کثرالله سوادہم کا انقلاب افغانستان ووٹ اور نوٹ یا پارلیمانی اور جمہوری سیاست کے ذریعہ

برپا ہوئے ؟ کیا ہم اب بھی سبق نہیں سیکھ سکینگے اور اپنے چاہنے والوں کو جن کے دل میں اسلامی انقلاب کی تڑپ ہے اسی طرح دھوکہ دیتے رہینگے کیا الجزائر کے حالات سے ہم کچھ نہیں سیکھ سکتے ہیں، کہ جس اسلامی جماعت نے ستر(۷۰) فیصد سے بھی زیادہ ووٹ لیے لیا؟ حکومت ان کے حوالے کردی گئی ؟ وہ امریکہ جو پوری دنیامیں آزادی اظہار کا چمپین ہے اور فوجی حکومتوں کا مخالف، اس کا کردار الجزائر میں کیا ہے؟ اور دنیا میں جہاں بھی اسلامی انقلاب کا شعلہ نکلتا ہوا محسوس ہوتا ہے وہاں اس کا کیا کردار ہوتا ہے ؟ سوڈان کے تازہ مثال سے سبق سیکھنا چاہیئے ۔ کیا امریکی فوجیں صومالیہ میں مسلمانوں کی خیر خواہی میں گھسی تھیں یا جنوبی سوڈان جو عیسائی اکثریتی علاقہ ہے میں دوسرے اسرائیل کی تشکیل کا ارادہ تھا اور ہے اور دنیائے اسلام کی فوجیں اس خدمت میں ماشاء اللہ استعمال ہوتی رہیں لیکن باوجود ان سب باتوں کے معلوم نہیں کہ ہمارے رہنمایان کرام اب بھی اس نظام کے فسوں سے باہر نہیں نکل سکتے ہیں فالی اللہ المشتکی۔

بہرحال بات طویل ہوگئی میں نے تو صرف آپ کی خیالات کی تائید اور آپ کو مبارک باد لکھنے کیلئے خط لکھنا شروع کیا تھا اور یہ درخواست مقصود تھی کہ آپ یہ باتیں بار بار لکھیں اور ان حضرات کے سوئے ہوئے ضمیروں کو جھنجھوڑنے کی کوشش فرمائیں اس کو نہ دیکھیں کہ فائدہ نہیں ہورہا ہے۔ کیونکہ اولوالعزم لوگوں کا کام یہ ہے کہ " حدی راتیز ترمی خواں جوں ذوق نغمہ کم یابی" اللہ تعالیٰ آپ کے عمر اور علم و عمل وصحت میں برکات عطاء فرمائے اور دنیا وآخرت کی کامیابیاں نصیب فرمائے (آمین)

والد محترم اور ہمارے جگری دوست حضرت فانی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون پہنچادیجئے۔

واجرکم علی اللہ تعالیٰ۔

والسلام

نظام الدین شامیزی ۱/۱۲/۱۴۱۷ھ

نوٹ

آپ کا یہ جملہ سونے سے لکھنے کے قابل ہے کہ طالبان نجات بن کر ملک وملت کو اس فرسودہ نظام سے نجات دلائے ۔ اللہ کرے کہ کسی کے دل پر اثر کرجائے۔

دعاء صحت کی اپیل

قارئین ان دنوں راشد الحق سمیع صاحب بیمار ہیں۔
آپ سے دعاؤں کی اپیل ہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب

السلام علیکم!

آپ کا تعلیمی ادارہ متین کی خدمت کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے، اور ایک خاص نام اور مقام حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے مدرسے کو مزید برکات سے نوازے۔ اپنی مطبوعات بھیجنے کا شکریہ اداکرتاہوں۔ انشاء اللہ کبھی آپ کے مدرسے کی زیارت کیلئے حاضری دوں گا۔ آپ کی صحت و درازی عمر کے لئے دعاگوہوں۔

شکریہ

آپ کا مخلص
(ڈاکٹر عبدالقدیر خان نشان امتیاز)
ریسرچ لیبارٹریز کہوٹہ

حبیب اللہ آنیس آباد، خالدبن ولیدکالونی پشاور

افغانستان میں آپ حضرات کے دعاؤں کے برکت سے طالبان تحریک کے طفیل اسلام کا جھنڈا بلندہواہے۔ جس پر ہمیں بے حد خوشی ہوئی ہے اور ہم ان کے پاک مشن کی کامیابی کے لیے ہمہ وقت دست بدعاہیں۔

اس لئے آپ حضرات ہمارے جذبات طالبان کے نمائندوں کو اصلاح کے لیے پہنچائیں۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ تبلیغ کے علاوہ اور بھی کوئی مخلص موحد اسلامی تحریک ہوتواسکی قدر کریں اور ان کی غلطیوں کی نرمی سے سیرت محمد مصطفیٰ ؐ کے مطابق اصلاح کریں۔ اس کے علاوہ افغانستان کے مسلمانوں میں اسلامی جذبہ کی روح پھونک کر ان کو اپنے ساتھ شامل کرکے ان کی مدد سے اپنے صفوں کو مضبوط بنادیں اور منافقین اور طاغوتی طاقتوں کے ہر حربہ کو تدبراور ایمانی طاقت سے ناکام بنادیں۔

رب العزت طالبان کو پورے افغانستان میں مکمل فتح عطاکرکے ان کی بدولت وہاں اور پوری دنیامیں اسلام کا بول بالافرمادیں۔ (آمین)

مسئلہ کشمیر اور تشویشناک سگنل

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

کشمیر کی تحریک آزادی ہم سب کیلئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ گذشتہ آٹھ برس کے دوران انتہائی نامساعد حالات میں بیش بہاقربانیاں پیش کرکے وہاں کے مجاہدین اور مجاہد صفت عوام نے اس تحریک کوزندہ رکھا۔ پاکستان کے اپنے حالات کی وجہ سے انہیں مطلوبہ امداد نہ مل سکی اس کے باوجود مایوس ہوئے بغیر وہ اپنی تحریک جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بھارت نے تمام ہتھکنڈے آزمانے کے بعد گذشتہ عرصہ میں انتخابات کا ڈھونگ رچایالیکن اللہ کے فضل وکرم سے ان کا یہ وار بھی بے نتیجہ رہا۔ اس عرصہ میں مجاہدین کی کاروائیوں میں اضافہ ہوا۔ خودفاروق عبداللہ مجاہدین کی طرف سے کئے گئے کئی حملوں میں بال بال بچا۔ حریت کانفرس کے قاہدین جان ہتھیلی پررکھ کر عوام کے درمیان موجودہیں اور سیاسی سطح پر اقدامات کررہے ہیں۔ تمام قائدین پر متعدد قاتلانہ حملے ہوچکے ہیں۔ اس کے باوجود وہ اپنی تحریک کے حوالے سے پرعزم ہیں۔ اس پس منظر میں پاکستان کی طرف سے موثراقدامات ہونے چاہیئے تھے لیکن بعض واقعات تشویشناک اشارات کررہے ہیں۔ مثلاً

چینی صدر کے دورہ اسلام آباد کے موقع پر روائتی پرجوش موقف سے ہٹ کراسے دوطرفہ معاملہ قراردے کرحل کرنا یااس سمیت متنازعہ مسائل کوفریزکرنے کا مشورہ دینا۔

- ★ ایرانی سفیراسلام آباداکبرزارہ کی طرف سے بھارت کے ساتھ تجارتی تعلقات کی وکالت کرنا۔
- ★ جکارتہ میں اوآئی سی کے وزراء خارجہ کی کانفرنس کے موقع پراقوام متحدہ کی قراردادوں کے ساتھ پہلی مرتبہ شملہ معاہدہ کو بھی نتھی کرنا۔
- ★ گلگت بلتستان کو ٹی وی میں ریاست جموں وکشمیر کا حصہ دکھانے کے بجائے پاکستان میں ضم کرکے پیش کرنا۔

حالیہ سارک کانفرنس میں سارک ممالک کو ٹریڈفری زون قرار دینا اور سرکاری سطح پر بھارت کے ساتھ تجارت کی وکالت کرنا۔

پیپلز فورم کے تحت دو سو سے زائد دانشوروں کا دورہ بھارت جسے دونوں طرف سے ہر طرح سے سہولتیں فراہم کی گئیں۔

یہ واقعات واقدامات سفارتی سطح پر ہماری پسپائی کا مظہر ہیں اور تحریک آزادی اور پاکستان کے مفادات کے حوالے سے سخت نقصان دہ ہے۔ آپ بحیثیت قومی قائد اپنی پارٹی میں اعلیٰ سطح پر غور وغوص فرمائیں حکومت کو متوجہ کریں اور اپنی انتخابی / سیاسی مہم میں مسئلہ کشمیر کے حوالے سے اپنی پالیسی، اپنے منشوراور پوری مہم میں واضح فرماتے رہیں تاکہ قوم کے اندر یہ مسئلہ زندہ رہے اور حکومت پر بھی دباؤ بڑھتا رہے اور وہ مزید پسپائی سے باز رہے۔

پاکستان کی ایک اہم جماعت کے سربراہ کی حیثیت سے آپ کی قومی اور ملی ذمہ داری ہے کہ اس تاریخی موقع پر آپ ان شہداء کوفراموش نہ کریں جن کے خون سے کشمیر سے آنے والے دریالالہ زار ہوچکے ہیں، دریاؤں کے پانیوں کی وساطت سے وہ پاک خون پاک سرزمین میں جذب ہوکر پاکستان کو ہریالی بخشتا ہے اور اسی کے طفیل پاکستان شاداب بھی ہے اور روشن بھی۔

امید ہے کہ پاکستان کے دفاع اور استحکام کی خاطر دی جانے والی قربانیوں کو فراموش نہ کریں گے اور ایک ذمہ دار قائد کی حیثیت سے اپنا فرض اداکریں گے۔ انشاء اللہ۔

والسلام

عبدالرشید ترابی

امیر جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر

طالبان کے خلاف مبالغہ آمیز پروپیگنڈہ

چند دن قبل الیکشن کے موقع پر P.T.V پر اپنے انٹرویو میں طالبان تحریک سے اپنی وابستگی پر فخر کرنے دل خوش کردیا۔ اس سے آپ کا طالبان سے دلی وابستگی کا پتہ چلتا ہے۔

اسلامی انقلاب کے اس نازک موڑ پر طالبان کو بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھاناچاہیئے۔ کیونکہ دشمنان اسلام انکے درپے ہیں۔

★ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پہلے لوگوں کو ذہنی طور پر تیار کیا۔ پھر خود بخود لوگوں نے اسلامی شعائر کواپناناشروع کیا۔

ڈاکٹر نثار محمد

اسلامیہ کالج پشاور

امیر تحریک " حمیت اسلامی۔ پاکستان"

ہمارے عدالتوں کے مغرب زدہ فیصلے ؟

خاندانی نظام انتشار واختلال کی زد میں

ہم آپ کی توجہ حال ہی میں دیئے گئے لاہور ہائی کورٹ کے فیصلوں لی طرف مبذول کراتے ہیں۔ پہلا فیصلہ صائمہ کیس کے حوالے سے تھا، جس کو قومی اور بین الاقوامی " میڈیا" پر بہت وسیع پیمانے پر تشہیر دی گئی۔ یہ اکثریتی فیصلہ نہ صرف قرآن وسنت کے واضح احکام کے منافی ہے بلکہ اس سے اسلامی معاشرت کی روح بھی مجروح ہوئی ہے۔ عورتوں کی بے جاآزادی کے نام پر نکاح میں والدین کی رضامندی کی شرط اڑاکرایک ایسے معاشرتی انقلاب کاراستہ کھول دیا گیا ہے۔ جس کی تباہ کاریاں مغرب میں خاندانی نظام اور سماجی واخلاقی ڈھانچے کو تتر بتر کرچکی ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ایک قول اور ائمہ احناف کی بعض تعبیرات کی بنیاد پر ایک بیہودہ عشق بازی کے نتیجے میں کئے جانے والے جعلی نکاح کو " جائز" قرار دینا ان ائمہ عظام کے اقوال کو ان کے صحیح سیاق وسباق اور تناظر سے الگ رکھ کر رائے قائم کرنے کے مترادف ہے۔ اس فیصلے کے نتیجے میں جنسی بے راہ روی، لڑکے اور لڑکی کے آزادانہ میل ملاپ، رومانوی لچرپن اور خفیہ تعلقات کو عدالتی تحفظ مل گیا ہے۔

لاہور ہائی کورٹ کا دوسرا فیصلہ جسٹس عاقل مرزا کی طرف سے سامنے آیاہے۔ جس میں انہوں نے قرار دیاہے کہ ایک مسلمان گھرانے کی چاردیواری میں کسی غیر محرم کی موجودگی کوئی ایسا قابل اعتراض امر نہیں ہے جس کی بنیاد پر اس کے خلاف مقدمہ درج کرایاجاسکے۔ اس فیصلہ کے تحت چادر اور چاردیواری کے تقدس کا معاملہ محض اخلاقی بحث سے زیادہ نہ رہے گا۔ اس پر قانونی رہ جوئی نہیں ہوسکے گی۔

پاکستان کے قانونی ڈھانچے کو " سیکولرزم" کے زیر اثر لانے کی کوشش قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی شروع کردی گئی تھیں۔ لیکن مختلف مسالک کے علماء نے متحدہ جدوجہد کے ذریعے متفقہ 22 نکات پیش کرکے پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو " قرارداد مقاصد" اسمبلی سے منظور کرانے پر مجبور کردیاتھا۔ اور وقتی طور پر " سیکولرزم" کے سیلاب کا خطرہ ٹل گیا تھا۔ لیکن جو بات " سیکولرلابی" پاکستان کے قانون سازاداروں سے نہ منواسکی، وہ پاکستان کی عدلیہ نے اپنے متعدد فیصلہ جات کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچا دی ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پاکستان

کی عدلیہ کے فاضل ارکان چونکہ انگریزی قانون میں مہارت رکھتے ہیں اور ان کا نقطۂ نظر مغربی قانون کے ماہرین کی تشریحات سے مماثلت رکھتا ہے۔

مندرجہ بالا مقدمات کے فیصلہ جات سے پاکستان میں عدالتی سطح پر " سیکولرائزیشن " کی ایک نئی لہر سامنے آئی ہے۔ جس کے خطرناک مضمرات اور پاکستانی معاشرے پر اس کے غیر اخلاقی اثرات کا معروضی ادراک کر کے اس کے سدباب کے لئے متحدہ حکمت عملی وضع کرنا ضروری ہے۔

اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی " اسلامی جمہوریہ پاکستان " ایک دفعہ پھر لادینیت اور ثقافتی استعماریت اور اسلام کے خلاف " مغربی میڈیا " کی اعصاب شکن یلغار کی زد میں ہے۔ فکری محاذ پر مغرب کے لئے سب سے بڑا چیلنج " اسلام " ہی پیدا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا وقار ختم کرنے کے لئے یہودی لابی ہر ممکن وسائل بروئے کار لارہی ہے۔

مندرجہ بالا عدالتی فیصلوں کے بعد پاکستان میں خاندانی نظام کا مستقبل شدید خطرات کا شکار ہوگیا ہے۔ چادر اور چاردیواری کا تحفظ عدالتی قانون سازی کے ذریعہ پامال ہورہا ہے۔ اسلام کی پاکیزہ اقدار کے مقابلے میں مغربی تہذیب کی آزدیوں کو سند قبولیت عدلیہ کے ایوانوں سے جاری ہے۔ پاکستان میں اسلام اور لادینیت کے درمیان کشمکش کے دوران اس سے پہلے کبھی لادینی لابی اس قدر " شاندار " فتوحات نہیں ملیں۔ ایسے حالات میں اگر آپ نے بروقت قوم کو صحیح قیادت مہیا نہ کی ، اگر آپ نے اسلام پر ہونے والے ان حملوں پر مداہنت کا راستہ اختیار کیا، اگر آپ حسب معمول فقہی اختلافات کو اتحاد کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے رہے، اگر آپ نے جرات ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیکولر استعمار کے مقابلے کے لئے متحدہ پلیٹ فارم پر آواز نہ اٹھائی تو پھر یقین جانئیے پاکستان مذہبی راہنماؤں کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جس کا نظارہ اسلامی دنیا مصر، شام اور الجزائر جیسے ملکوں میں دیکھ چکی ہے۔

خدا کے لئے وقت کی آواز پر لبیک کہیں۔ مسجدوں کے منبرہوں یا جلسہ گاہوں کے پلیٹ فارم اخبارات کے صفحات ہوں یا رسالہ جات کے اداریئے، تبلیغی دورے ہوں یا سماجی محفلیں ، سرفروشان اسلام کی طرف سے یک آواز ہوکر ایسا نعرہ للہیت بلند ہونا چاہیئے کہ جس سے اسلام دشمنوں کے سینے لرز اٹھیں۔ آپ اپنے زیر اثر سچے مسلمانوں کو ترغیب دیں کہ وہ اس مسئلے کے متعلق اخبارات، صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان اور چیف جسٹس آف پاکستان کو خطوط لکھیں جس میں ان پر واضح کردیں کہ اس ملک میں مغربی تہذیب کو غالب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

تحریک عمل برائے نفاذ شریعت اسلامیہ کے ماہانہ اجلاس کی اہم قرارداد حسب سابق

۴ اپریل ۱۹۹۶ء کو تحریک کا ماہانہ اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب فاضل دیوبند مہتمم نجم المدارس کلاچی و بانی تحریک ہذا منعقد ہوا۔

درس حدیث شریف کے بعد تحریک کے متعلق ضروری کاروائی کے بعد موجودہ حالات پر روشنی ڈالنے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی گئی جو وزیر اعظم اور صدر مملکت کی خدمت میں بھیج دی گئی۔

تیرھویں ترمیم :-

کل صدر لغاری صاحب نے جس قوت اور طاقت کے بل بوتے پر ملک و ملت کو ایک ایسی اسمبلی سے نجات دلائی جسے قوم نے ملک و ملت کیلئے تباہ کن قرار دیا۔ اس کے ہر ممبر کو کرپٹ کہا، اس کو اسلام دشمن کہا۔ ایسی اسمبلی کو ختم ہونے پر یوم نجات منایا، مٹھائیاں تقسیم کیں، ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔ آج اسی کے ہاتھ سے وہی بم چھین کر وہی لوگ خوش ہو رہے ہیں جو صدر صاحب کے اسی جہاد کی برکت سے ان کے کرسیوں پر براجمان ہیں۔ یہ ہے ہماری قوم اور یہ ہیں ہمارے دانشمند

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

اندرون ملک دشمنوں کا دفاع:-

سوال یہ ہے کہ وزارتوں کا مقدر تو بدلتا رہتا ہے۔

ع آج تیری کل ان کی باری ہے۔

کل پھر جب ایسی ہی وزارتیں اور ایسی ہی کرپٹ اور اسلام دشمن اسمبلی قوم پر مسلط ہوگی تو اس سے نجات کی کیا صورت ہوگی۔ بغیر اس کے کہ یا تو مارشل لاء آئے۔ جس کی کوئی میعاد ہی نہیں اور یا غذاب الٰہی۔

کہتے ہیں کل صدر اکیلا ایسا کام نہیں کر سکے گا۔ یہ پارلیمانی طرز (جسے یہ لوگ وحی الٰہی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں) کے خلاف کہتے ہیں وزیر اعظم کا مشورہ اس کے ساتھ ہوگا۔

سوال پیدا ہوگا کہ جس اسمبلی نے اسے وزیر اعظم بنایا ہے وہ وزیر اعظم صدر کو کیوں یہ مشورہ دے گا کہ "آبیل مجھے مار" اور اگر دے ہی دیا تو اب بجائے ایک کے دو آدمی پورے ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بن گئے۔ فرق کیا پڑا۔ نیز اکثریت کا فلسفہ تو دھرا کا دھرا رہ گیا، اور اگر صدر نے

مشورہ نہ مانااور ہفتہ عشرہ کے بعد اسمبلی خود ہوا میں تحلیل ہوئی تو گویا پھر بھی ایک ہی فرد صدر نے نہیں وزیراعظم نے اسمبلی کو توڑا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اکیلا صدر یہ کام کرے تو " جن" کہلائے اور وہی کام وزیراعظم کے" دست شفقت" سے سرانجام پائے تو وہ" فرشتہ رحمت" ثابت ہو۔

قابل صد غور۔ یہ ہے کہ آخر پر ایسی اسمبلیاں مسلط ہی کیوں ہوجاتی ہیں۔ جس کا ہر ممبر کرپٹ ہوتا ہے۔ جو ملک وملت کا سودا کرکے گھر بھرلیا کرتے ہیں۔

محترم مولانا راشد الحق سمیع صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید واثق کہ برادر عزیز مع والدی المحترم ابوالقلم شیخ التفسیر مولانا سمیع الحق صاحب خیریت وعافیت سے ہوں گے۔

سفرنامہ " یورپ" الحق میں پڑھا نہایت معلوماتی، نہایت دلچسپ، نہایت عرق زیزی سے مرتب شدہ ہے۔ بلکہ مغربی ممالک پر ایک (انسائیکلوپیڈیا) کی حیثیت رکھتا ہے۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ براہ کرم اس کو موتمرالمصنفین کی طرف سے کتابی شکل میں مرتب فرماکر شائع فرمادیں۔ میں نے حکیم محمد سعید کراچی والے کا سفرنامہ ترکی، اسٹریلیا وغیرہ پڑھ لیا ہے میں نے چیف جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی کراچی والے کا جہان دیدہ بھی پڑھ لی ہے۔ لیکن جو لذت مجھے آپ کے سفرنامہ " ذوق پرواز" سے ملی ہے۔ وہ کسی سفرنامہ سے نہیں ملی۔ آپ اپنے اسفار یعنی سفرافغانستان، سفر ہند، سفر مصر اور سفر یورپ وغیرہ یکجاکر کے کتابی شکل میں مرتب کرکے شائع کریں۔ آپ کے قلم میں ابولکلام آزادؒ اور شورش کاشمیریؒ کا بیان قوت فصاحت اور صدق بیان ہے۔ میری دعا ہے کہ خداوندکریم آپ کو میرے استاد محترم والدی المحترم مولانا سمیع الحق کا جانشین بنادیں (آمین ثم آمین یارب العالمین) ایک بار پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ سفرنامہ کو کتابی شکل دے دیں۔ اور شائع کریں، ضروری ہے ۔ والدی المحترم مولانا سمیع الحق کو دودستہ سلام عرض کریں۔ خدا آپ کا حامی وناصر ہو۔

والسلام

آپ کا بھائی ہم سفر محمد خلیل اللہ حقانی روپکنی تحصیل آلائی ضلع بٹگرام مانسہرہ ہزارہ صوبہ سرحد

تبصرہ کتب

مولانا محمد ابراہیم فانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فکر اقبال اور تحریک احمدیہ

مصنف: شیخ عبدالماجد صفحات ۵۱۲ قیمت: ۱۷۵ روپے

ملنے کے پتے - شیخ عبدالماجد ۱۰۰ گل زیب کالونی سمن آباد لاہور

احمدیہ ہال میگزین لین صدر کراچی وغیرہ

مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان سے روح جہاد کو ختم کرنے کیلئے برطانوی استعمار اور فرنگی سامراج نے برصغیر میں مرزائیت کا پودا لگایا۔ ان کی سرپرستی مکمل طور پر انہی سامراجی قوتوں نے کی، جو کہ روز اول سے ہی مسلمانوں کے دشمن کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ اندریں حالات کوئی بھی ذی ہوش و خرد انسان مرزائیوں کو مسلمان تصور کریگا؟ ہرچند کہ یہ لوگ مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کے دعویدار اور علمبردار ہوں۔ لمبے لمبے جبے پہنیں سر پر پگڑیاں باندھ لیں یا طرے سجالیں مگر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را مے شناسم

اب عامۃ المسلمین بیدار ہوچکے ہیں اور ان کی ظاہری صورت پر نہ تو دھوکہ کھاسکتے ہیں اور نہ ان کے دام تزویر میں آسکتے ہیں۔

بقول علامہ اقبال " قادیانیت کا ضمیر اصل میں یہودیت کی طرف راجع ہے" ان کی تمام ترہمدردیاں یہودیوں اور غیر مسلموں کے ساتھ ہیں۔ اورانہوں نے مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپنے کا کوئی بھی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

چونکہ علامہ اقبال کی شخصیت ایک ہمہ گیر اور عالم اسلام و یورپ میں آپ کا تشخص ایک انفرادی حیثیت سے قائم ہے اور ظاہر ہے کہ آپ کی آواز اور آپ کے ریمارکس کسی شخص یا فرد اور کسی مذہب وفرقہ کے متعلق مؤثر اور جاندار ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے قادیانیت اور مرزائیت پر جو ضرب کاری لگائی اس سے سنبھلنا ان لوگوں کیلئے آسان نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی دانشوروں نے وقتاً فوقتاً علامہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کیلئے قلم کے سہارے ایڑی

چوٹی کازور لگایا، مگر ان کی یہ سعی بے حاصل گویا آسمان پر تھوکنے کے مترادف ثابت ہوئی۔

فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے عظیم والد پر ایک ضخیم کتاب " زندہ رود" مرتب کر ڈالی۔ بقول ڈاکٹر وحید عشرت شیخ عبدالماجد نے جسٹس ریٹائرڈ ڈاکٹر جاوید اقبال کی کتاب "زندہ رود" کا بڑی محنت شاقہ سے جواب دیاہے۔ یہ قادیانیت کیطرف سے حضرت علامہ اقبال پر سب سے بھرپور حملہ ہے جس میں قادیانیت نے اپنے ترکش کے تمام تیر آزمائے ہیں۔ یہ اقبال کی خلاف قادیانیت کامقدمہ ہے اور انکی شخصیت کو مسمار کرنے کی دانستہ سازش ہے۔

زیر نظر کتاب میں شیخ صاحب نے انتہائی مہارت سے اپنی مرزائی سرشت کے مطابق موضوع سے ہٹ کر مرزائیت کی تبلیغ و ترغیب اور سر ظفر اللہ کی توصیف و تعریف میں کئی صفحات سیاہ کئے ہیں، اور اصل موضوع کے ساتھ ساتھ مرزائیت کے دفاع میں پورا زور قلب و قلم صرف کیاہے اور پھر قارئین کو مرعوب کرنے کیلئے تصاویر کا بھی سہارا لیاہے۔

شیخ صاحب نے دنیا بھر کے ماہرین اقبالیات کو دعوت دی ہے اور چیلنج کیاہے پھر خاصکر پاکستان کے تقریباً بیس ماہرین اقبالیات کے نام لکھے ہیں۔ ان میں آپ کا فرزند جناب ڈاکٹر جاوید اقبال کانام نامی اور اسم گرامی بھی ہے۔ موصوف فرزند اقبال ہونے کے ناطے ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان کے بعض افکار و خیالات جوکہ گاہ بگاہ اخبارات کی زینت بنتے ہیں۔ ان سے ہمیں اتفاق نہیں اور پھر افسوس کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں علامہ پر اتھارٹی کی حیثیت پرویزی ذہنیت کے افراد کو حاصل ہے۔ فیاللعجب اور رہی دوسرے ماہرین کی بات ۔ تو ان کے متعلق جناب شورش کاشمیری مرحوم نے تحریر کیاہے کہ "یہ ایک دردناک حقیقت ہے کہ قادیانی امت کے افراد جب بھی اقبال کے افکار و سوانح پر حملہ آور ہوتے ہیں یا قادیانیت کے متعلق اقبال کے نظریات کا مسئلہ چھیڑاہے ملک بھر کے مستند اقبالئے چپ رہے ہیں۔ بحوالہ موت سے واپسی ص ۴۹

مرزا کی ذریت اب جتنا بھی پیچ و تاب کھائے۔ علامہ نے ان کو ایک زخم خوردہ، سانپ کی طرح چھوڑاہے اور حقیقت میں بھی اب یہ ایک لاحاصل بحث ہے۔ اس کے مرتب اور مصنف آخر اس سے کیا نتیجہ نکالناچاہتے ہیں۔ ہم مصنف کی تحقیق کے ان نئے گوشوں پر کیاداد دیں گے ۔ البتہ اتنا ضرور ناقدین اقبال کی خدمت میں عرض کریں گے کہ نقد کے ساتھ ساتھ کتاب میں مرزائیت کی مکمل دعوت اور تبلیغ کااہتمام کیاگیاہے۔ (م ا ف)

معیار
ہر قیمت پر
نوّے سال سے رُوح افزا کا بلند معیار ہی
رُوح افزا کی مقبولیت کی اساس ہے
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
HAMDARD FRUIT PRODUCTS
شربت روح افزا
MADE IN PAKISTAN
مدینۃ الحکمۃ
تعلیم سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق
ہمدرد
Adarts-HRA-11/96

REGD NO:P 90. MONTHLY. AL HAQ AKORA KHATTAK